إلى فضيلة الأخ
حافظ طاهر
حفظه الله تعالى
صهيب احمد
٤/٣/١٤٢٣ه

مومن کا تاج

داڑھی

تالیف:

فضیلۃ الشیخ صہیب احمد حفظہ اللہ

فاضل مدینہ یونیورسٹی

توزیع:

مکتبہ بیت السلام الریاض

٤٤٦٠١٢٩

ح قاري صهيب احمد ، ١٤٢٢هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

احمد ، قاري صهيب

اللحية زينة الرجال .- الرياض .

٩٠ ص ؛ .. سم

ردمك ٣- ٧٢٠ – ٣٩ – ٩٩٦٠

(النص باللغة الاوردية)

١- اللحية ٢ – الحلال و الحرام أ- العنوان

ديوي ٢٥٩,١٥ ٢٢/ ٣٥٣٠

رقم الإيداع : ٢٢/٣٥٣٠

ردمـك :٣- ٧٢٠- ٣٩ – ٩٩٦٠

بسم اللہ الرحمن الرحیم

المقدّمة

الحمد لله رب العالمين، والصّلوٰة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين، أما بعد!

اِسلام ایک فطری نظام ہے اور اس کا ہر پہلو فطری آفرینش کا شاہکار ہے۔ تخلیقِ کائنات میں سے اِنسان کی تخلیق اس اِعتبار سے نہایت اَہمیت کی حامل ہے کہ خالق نے اس کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور ساتھ یہ بھی فرمادیا کہ ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾ ''البتہ تحقیق ہم نے انسان کو اچھی تقویم اور سانچے میں پیدا کیا'' ...... کائنات میں سے ہر صانع اپنی صنعتکاری کو جب بازار میں لاتا ہے تو یہ وضاحت کرتا ہے کہ فلاں جزو اس کا اس کام کیلئے ہے اور فلاں جزو کی یہ خاصیت ہے یہ تو مخلوق میں سے صنعتکاروں کے اپنے دماغ سے اس میں فوائد اور خصائص کی ترکیب کی تو خالقِ کائنات جو تمام کائنات کا صانع ہے اس نے جب حضرت اِنسان کو پیدا کیا تو اس کو چونکہ اَشرف المخلوقات کا لقب دینا تھا اس لئے اس کیلئے اس کی شخصیت اور تکریم کو منوانے کیلئے ایک تاج کا انتخاب کیا جس کو مجمع الحسن چہرے پر سجایا جس کو ہم داڑھی کا نام دیتے ہیں جو کہ فطرتِ الٰہی کی منظر کشی کے ساتھ سمت الانبیاء اور فضیلتوں کی مخزن ہے تو اس رسالہ میں صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے بارے میں ان کے اَقوال واَفعال کی روشنی میں اس تاج کو سمجھنے کیلئے اپنے جذبات کو قلم وقرطاس کے حوالے کیا گیا ہے شاید کہ مولائے رحیم وکریم اِن جذبات سے ان بھولے بھٹکے بھائیوں کیلئے مشعل راہ کا سامان پیدا ہوجائے جو کہ اِسلام کے نام لیوا تو ہیں لیکن اسلام کے ممیّزات میں سے داڑھی کے میزے سے یا تو

بے خبر ہیں یا باخبر ہونے کے باوجود اس کے بارے میں غلط فہمیوں کا شکار ہو کر اس کو فراموش کر چکے ہیں تو اس کتابچہ کو ترتیب دیتے وقت چند اُمور کا خیال رکھا گیا ہے۔

- اِس کتابچہ کو قرآن وسنت کے اُصولی ماٹو کے تحت ترتیب دیا گیا ہے۔ کسی قسم کے تعصب اور ہٹ دھرمی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے صرف سنتِ محمدی کا دِفاع کیا گیا ہے۔
- اَحادیثِ شریفہ کی لمبی تخریج کی طوالت کے خوف سے گریز کرتے ہوئے صرف حدیث کا نمبر دیا گیا ہے مثلاً (البخاری ۵۸۸۸) یعنی بخاری کی حدیث نمبر ۵۸۸۸ لیکن اگر ترقیم میسر نہ آسکی تو پھر مجلد اور صفحہ نمبر دیا گیا ہے۔ مثلاً [فیض القدیر ۳۱۶/۴ یعنی جلد نمبر ۴ اور صفحہ نمبر ۳۱۶]
- اِس بات کی سعی کی گئی ہے کہ اُسلوب سادہ اور عام فہم ہو اور بڑے ہی اختصار سے تمام جزئیات کو سمیٹا گیا ہے نیز اس بات کا خصوصی خیال رکھا گیا ہے کہ اَحادیث تمام کی تمام صحیح ہوں۔
- مدعا کو متعین کرنے کیلئے لغوی بحث کی چاشنی ملانی پڑی تاکہ مدعا واضح طور پر سامنے آئے۔
- کتابچے کے آخر میں جو مراجع سامنے تھے ان کا سامنے ذکر کر دیا گیا ہے تاکہ مراجعت کرنے والوں کیلئے دِقت نہ ہو۔ اور آخر میں ساری گفتگو کا مختصر سا خلاصہ ذکر کرنے کے بعد برادرانِ اِسلام سے قلبی اور محبت بھری اَپیل کی گئی ہے۔

شکر ودُعا

اللہ خالق دوجہاں کا شکر گزار ہوں کہ اس نے میرے جیسے بے کار بندے کو اپنی خاص توفیق سے نوازا اور میں نے اِس موضوع پر قلم کو جنبش دی اور اب اُسی سے عاجزانہ اِلتماس ہے کہ الٰہی تو اس حقیر سے کوشش کو شرفِ قبولیت عطا فرما (آمین) اور ربّ الکونین

سے یہ بھی عاجزانہ دُعا ہے کہ وہ میرے والد رحمه الله رحمة واسعة کو اعلیٰ علیّین میں سکونت دے جنہوں نے اِس تاج کی خود بھی حفاظت کی اور خاندان میں اسکی آبیاری میں مقدور کوشش کی اور میرے سینے میں اِسلام کی غیرت کو پیوست کرنے کی کوشش کی اور میری والدہ محترمہ کو صحت وعافیت سے نوازے جنہوں نے اپنی زندگی میں قرآن وسنت کی غیرت کے جھنڈے کو جھکنے نہ دیا اور اسکا پرچار عورتوں کے ذریعے اُنکے گھر والوں تک کیا اور میری دُعا ہے کہ میرے بھائیوں اور بہنوں کو توفیق دے کہ جس طرح انہوں نے میری تعلیم کے سلسلہ میں ہر ممکن فراوانی مہیا کی اس سے بڑھ کر اس عظمت کے تاج کو اپنی اولادوں پر سجائیں اور میں اپنی اہلیہ کیلیئے دعا گو ہوں (جس نے میری تدریسی اور تالیفی اور دیگر مصروفیات کا خیال رکھتے ہوئے ہر ممکن میری خدمت ومدد کی) کہ اللہ تعالیٰ اسکو دین کی علمبردار بنائے اور آخر میں مولائے رحیم سے التجا ہے کہ اس کتابچہ کو میرے اور میرے والدین واَقرباء واَساتذہ کیلیئے ذخیرۂ آخرت بنائے ﴿يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ☆ إِلَّا مَنْ أَتَى اللهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ﴾

والله المستعان وبه الثقة والتكلان

نوٹ! اہل علم سے انتہائی اَدب سے گزارش ہے کہ وہ شاعر کے اِس قول

وإن تجد عيباً فسد الخللا — جل من لا عيب فيه وعلا

من عاب عيباً له عذر فلا وزرا — ينجيه من عزمات اللوم متثراً

وإنما هي أعمال بنيتها — خذ ما صفا واحتمل بالعفو ما كدراً

کو سامنے رکھ کر ہر قسم کی غلطی کی اِصلاح بھی کریں اور آگاہ بھی کریں میں انتہائی ممنون ہوں گا۔

اَخوکم فی اللہ: صُہیب اَحمد

کتابچہ لکھنے کا مقصد وسبب

کسی بھی شخصیت کو جاننے اور سمجھنے کیلئے اس کی شکل وصورت بڑا کلیدی کردار ادا کرتی ہے اور اسکی وجاہت اور بدن کی ساخت اور خصوصاً اس کے چہرے کے خدوخال اس کے ذہنی واخلاقی ومعاشرتی اُٹھان ومقام ومرتبہ کے آئینہ دار اور ترجمان ہوتے ہیں۔ الغرض چہرہ اِنسانی ڈھانچے کا عکاس ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ عبد اللہ بن سلام نے رسولِ کریم ﷺ کے رُخِ اَنور کی جھلک پڑتے ہی کہہ دیا تھا (إن وجهه ليس بوجه كذّاب) ''بے شک یہ چہرہ کسی جھوٹے آدمی کا نہیں ہوسکتا'' ...... اور جب اَبو رَمثہ تیمی رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کو لے کر نبی پاک ﷺ کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ کے شگفتہ رو کو دیکھتے ہی سمجھ گئے اور فوری گویا ہوئے (هٰذا والله رسول الله ﷺ) [مسند أحمد ٢/٢٢٨] ''اللہ کی قسم! یہ واقعی اللہ کے رسول ﷺ ہیں''۔

تو اس رِسالہ کو قلمبند کرنے کا بڑا سبب یہی تھا کہ اس چہرۂ اَنور کی ضیا پاشیاں مسلمانوں پر ظاہر کی جائیں تاکہ مسلمان اس کتابچہ کو پڑھ کر رسولِ اکرم ﷺ کے چہرۂ اَنور کو اور اس پر سجے تاج (داڑھی) کو الفاظ کے آئینہ میں دیکھنے کے شرف سے بہرہ وَر ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی سیرت وصورت کو اس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں۔ وہ چہرۂ اَنور جس کے بارے میں عائشہ رضی اللہ عنہا نے بے تکلفی کے موقع پر بڑے لطیف انداز میں اَبو کبیر ہذلی کا شعر

وإذا نظرت إلى أسارير وجهه   برقت كبرق العارض المتهلل

''جب میں نے اس کے روئے تاباں پر نظر ٹکائی تو اس کی شان رخشندگی ایسی تھی جیسے اَبر میں بجلی کوندرہی ہے'' ...... کا ذکر کیا اور اس کا مصداق کونین کے تاجدار کو بنایا۔

دوسرا سبب یہ بنا کہ اِس رسالے کے بارے میں ابھی ارادے مصروفیات کے دبیز پردوں میں تھے کہ برادرم سید توصیف الرحمٰن حفظہ اللہ تعالے لخدمۃ الاسلام والمسلمین نے اچانک ایک دن اللّحیۃ لماذا؟ رسالہ ہاتھ میں تھمایا اور یہ کہہ کر چل دیئے کہ اس کے ترجمے میں جہاں دینی فائدہ ہے وہاں فتنہ اِنکار سنت نبوی کی بیخ کنی بھی ہے تو میں نے پھر اس کو مکمل کرنے کا عزم کرلیا تو میں اِس رسالہ کو شروع کرتے ہوئے (إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَىٰ) [البخاری ۱، ومسلم ۱۹۰۷] ''اَعمال کا ردار ومدار نیتوں پر اور جو کوئی نیت کرتا ہے اس کو پالیتا ہے'' ...... کی حدیث کو ذکر کرتا ہوں تاکہ نیت کی تصحیح ہوجائے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے لکھا جارہا ہے جیسا امام محدث عبد الرحمٰن بن مہدی نے فرمایا تھا کہ (ینبغی لمن صنف کتابا أن یبدأ فیہ بھٰذا الحدیث تنبیھا للطالب علی تصحیح النیۃ) [طرح التثریب للعراقی ۱/۲۳] ''جو شخص کتاب تصنیف کرنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ اپنی نیت کی تصحیح کیلئے اس حدیث سے شروع کرے'' ...... اللہ تعالیٰ ہماری کاوِشوں کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے اور دینِ حنیف کے ساتھ سنتِ رسول ﷺ کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے اور خاتمہ بالخیر فرما کر جنت الفردوس میں ہمیں جمع فرمائے (آمین) وما ذٰلک علی اللہ بعزیز

میں خود غرض نہیں میرے آنسوؤں کو پرکھ کے دیکھ
فکر چمن ہے مجھ کو غم آشیاں نہیں

واللہ المستعان وبہ الثقۃ والتکلان

اللحية (داڑھی) کی تعریف

لغوی تعریف

لغت میں اللّحية داڑھی کو کہتے ہیں اور اللحية کی جمع اللِحیٰ اور اللُحیٰ (لام کے زیر وپیش کے ساتھ ہے لیکن اِبن السکیت کہتے ہیں کہ زیر (الکسر) زیادہ فصیح ہے)

[المعجم الوسيط ۱، ۲/ ۸۲۰، وتحفة الأحوذی ۸/ ۴۸، والمنجد ۷۱۷]

اِصطلاحی تعریف

اِصطلاح میں اللحية کہتے ہیں شعر الخدين و الذقن کو یعنی دونوں گالوں اور ٹھوڑی کے بال داڑھی کہلاتے ہیں اور اللحی جبرے کو کہتے ہیں جہاں سے داڑھی ظاہر ہوتی ہے اور لحیا القدیر تالاب کے دونوں کناروں کو کہتے ہیں اور التحی کا لفظ اس وقت بولا جاتا ہے جس کسی کی داڑھی نکلے اور داڑھی کو چھوڑ دے اور التحی العود اس وقت بولا جاتا ہے جب لکڑی کو چھیلا جائے اور بلا شبہ لکڑی چھیلنے کے قابل تب ہوتی ہے اس پر اللحاء چھال آجائے اور چھال چاروں طرف بغیر تعیین وتحدید اور تقدیر کے ہوتی ہے اسی لئے الألحی و اللحیانی لمبی داڑھی والے کو کہتے ہیں اور تلحی اس وقت بولتے ہیں جب پگڑی کو ٹھوڑی کے نیچے سے لپیٹیں۔ تو اس تقریر کا خلاصہ یہ نکلا کہ داڑھی جس کو انگلش میں (Beard) کہتے ہیں اس کی حدودِ اَربعہ یہ ہیں کہ وہ بال جو گالوں پر ہوں اور ٹھوڑی (جس کو طبی زبان میں (Mandible) مینڈی بل یا (Inferior Maxillary bone) انفیریر مکزلازی بون یا (Lower jaw) لوئر جا کہتے ہیں یہ وہ ہڈی اور جبڑا ہے جس پر ۱۶ دانت ہوتے ہیں جن کی وجہ سے دائیں بائیں داڑھی حرکت کرتی ہے اس ہڈی کی حرکت کے ساتھ (joint) وہ جوڑ (المِفصل)

بھی حرکت کرتا ہے جو (temple) کان اور آنکھ کے درمیان ہوتا ہے) پر ہوں اور نچلے ہونٹ کے نیچے کے بال (جس کو حدیث میں عنفقة بچہ داڑھی کہا گیا ہے) اس قدر کو جس طرح بے تحدید وتعیین لکڑی کی چھال ہوتی ہے حتیٰ کہ الألحی و اللحیانی جو عربی لغت میں مستعمل الفاظ ہیں (لمبی داڑھی والے کو الألحی و اللحیانی کہتے ہیں) اُن کا تحقق ہو سکے۔ تو لغوی و اصطلاحی تعریف سے یہ مترشح ہوا کہ انسان کے چہرے پر گالوں اور کانوں سے لے کر نیچے جبڑے پر جتنے بال ہوتے ہیں (سوائے اوپر والے ہونٹ پر جو ہیں) وہ داڑھی کے ہوتے ہیں جو کہ بعض اشخاص پر انگلش کے لفظ (یو) کی طرح ظاہر ہوتے ہیں اور بعض پر (وی) کی شکل میں ہوتے ہیں جو کہ لکڑی کی چھال اور تالاب کے کناروں کی طرح بغیر ترتیب وتدقیق وتعیین وتحدید کے ہوتے ہیں جس سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوئی کہ داڑھی کو سیٹ کرنا، اس کی نوک پلک کو سدھارنا، خط بنوانا اور بعض مدعیانِ اِسلام کی طرح داڑھی میں ڈیزائنگ کرنی یا اس کی کانٹ چھانٹ خواہ وہ کلی ہو یا جزوی ہو سب کی سب لفظ اللحیة کے لغوی طور پر مخالف ہے بلکہ مذکورہ صور شرعی طور پر قبیح ہیں کیونکہ شریعت نبی کریم ﷺ کے قول وفعل پر مبنی ہے [المعجم الوسیط ۱، ۲/۸۲۰، وتاج العروس ۱۰/۳۲۳، ولسان العرب ۱۵/۲۵۳، ومجمع بحار الأنوار ۳/۲۵۰، والمنجد ۹۱۷، وشرف المسلم ۲۶، ۲۷ وغیرہ من الکتب فی شروح الحدیث مثل فتح الباری]

والله أعلم وعمله أتم وإسناد العلم إليه أسلم

داڑھی کے فضائل

اللہ جل شانہٗ نے حضرت انسان کو جن نعمتوں سے مالا مال کیا ہے اس کا تو شمار ہی نہیں۔ ان نعمتوں اور امتیازات میں سے ایک میزہ حضرت انسان کی تخلیق نہایت اَحسن انداز میں اور بہترین طریقہ سے بنائی ہے، چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿ لَقَدْ خَلَقْنَا الإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ﴾ [التین ۴] ''البتہ تحقیق ہم نے انسان کو بہت ہی خوبصورت سانچے میں پیدا کیا ہے''...... تو معلوم ہوا کہ انسانی ساخت نہایت بہترین اور پسندیدہ ہے اور بلا شبہ اس انسان کو اللہ تعالیٰ نے جوڑا جوڑا بنایا ہے پھر دونوں میں ظاہری تمیز کیلئے مردوں کو اُن کا حسن ورُعب بالا کرنے کیلئے ان کے چہرے کا تاج داڑھی دی اس لئے عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ ہر ایک مذہب خواہ وہ مسلم یا غیر مسلم ہو ان کا بڑا داڑھی والا ہوتا ہے گویا کہ انسان فطری طور پر داڑھی کو عزت کا موجب جانتا ہے اس لئے کہ یہ رنگ الٰہی ہے جس کے برابر کوئی رنگ نہیں ﴿ صِبْغَةَ اللهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللهِ صِبْغَةً ﴾ [البقرة ۱۳۸] ''اللہ تعالیٰ کا رنگ اِختیار کرو اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اچھا رنگ کس کا ہوسکتا ہے؟''...... چنانچہ یہ رنگ جو کہ مرد کیلئے تاج ہے اسی سے مرد متمیّز ہوتا ہے عورت سے، جیسا کہ اِمام غزالی [إحياء العلوم ۲/۲۵۷] میں فرماتے ہیں (وبها أي اللحية يتميّز الرجال من النساء) ''اسی داڑھی سے مرد اور عورتیں جدا ہوتے اور پہچانے جاتے ہیں''...... تو اس مومن کے تاج اور شرف وفضیلت کے اِنتخابی نشان کے بہت سارے فضائل ہیں جن میں سے چند کا تذکرہ کرتے ہیں۔

۱۔ داڑھی رکھنا فطرتِ اِلٰہیہ اور فطرتِ سلیمہ کی نشانی ہے

داڑھی رکھنا چونکہ ایک فطرتی عمل ہے جس کا تقاضا خود فطرتِ انسانی اور اس کی

جبلت کرتی ہے۔ چنانچہ اِرشادِ ربانی ہے ﴿فِطْرَتَ اللهِ الَّتِی فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللهِ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾ [الروم ۳۰] ''اللہ تعالیٰ کی فطرت وہ ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا چنانچہ اللہ تعالیٰ کی بناوٹ کو تبدیلی نہیں یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے''......تو معلوم ہوا کہ انسان کی فطرت ہی داڑھی کے ساتھ ہے۔ چنانچہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ : قَصُّ الشَّارِبِ وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ) [مسلم ۶۰۳، ۶۰۴، والترمذی ۲۷۷۵، وابن ماجه ۲۹۳، والنسائی ۵۰۵۵، وأحمد ۱۳۷/۶] ''فطرت کی دس چیزیں ہیں جن میں مونچھیں کٹوانا اور داڑھی کو معاف کرنا ہے''......اور فطرت سے مراد وہ ہیئت ہے جس پر خالقِ کائنات نے انسان کو پیدا فرمایا اور ان کی طبائع میں اُس کو بجالانا اور اس کی طرف مائل ہونا ودیعت کیا ہے اور جس کی مخالفت سے دل متنفر ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ اگر وہ اس فطرتی فضیلت کو چھوڑ دے تو اس کی صورت آدمی کی صورت نہیں رہتی چہ جائیکہ وہ مسلمان کی صورت متصور ہو کیونکہ اِسلام تو فطرتی دین ہے۔ زمانے کے حوادث اس جبلی اور فطرتی ساخت وسیرت کو نہیں بدل سکتے تو ہر وہ شخص کو داڑھی رکھتا ہے وہ اصل فطرت پر ہے اور فطرت کا پیروکار ہے جس پر اس کے خالق نے اس کو پیدا کیا ہے تو سعادت مند ہیں وہ لوگ جو فطرت کو اپنا شعار بنالیتے ہیں۔

۲۔ داڑھی رکھنا اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اِطاعت کی نشانی ہے

داڑھی رکھنا جہاں فطرت کی کلید ہے وہاں اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اِطاعت کا مظہر ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ اور اُنکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن مجید اور حدیث میں کوئی فیصلہ سنادیں تو پھر اس کی اطاعت ضروری ہو جاتی ہے اور اس سے

گردن پھیرنے والا نافرمان ہی ہوسکتا ہے۔ اِرشاد بانی ہے ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ﴾ [الأحزاب ٣٦] ''اور کسی مومن مرد وعورت کو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کے فیصلے کے بعد اپنے کسی اَمر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا'' ......تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے (اعْفُوا اللّحىٰ) [البخاری ٥٨٩٣، ومسلم ٢٥٩] ''داڑھیوں کو معاف کرو'' ......اور مختلف احادیث میں أَوْفُوا، أَرْخُوا، أَرْجُوا، وَفِّرُوا کے صیغۂ اَمر کے ساتھ حکم ہوا ہے اور اَمر وجوب کیلئے ہوتا ہے اور فرضیت پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ جمہور علماء کا موقف ہے۔ چنانچہ ابن ہمام [حنفی التحریر ١٢٩] میں فرماتے ہیں (صیغة الأمر خاصة بالوجوب عند الجمهور) ''اَمر کا صیغہ جمہور کے نزدیک خاص وجوب کیلئے ہے'' ...... یہی چیز علامہ ابن حاجب جمال الدین نے مختصر الاُصول میں فرمائی ہے اور یہی موقف علماءِ اُصول کا ہے [المنار مع نور الأنوار ٢٣٠، والتوضیح مع التلویح ١٥٣، وأصول السرخسی ١٨٥، وأصول البزدوی ٢١، والحسامی ٤٠، والتحبیر لأمیر بادشاه ١/٣٤١] تو جو شخص اس امر کو بجا لاتا ہے اسے ثواب ملتا ہے اور جو اس کو ترک کرتا ہے وہ عقاب کا مستحق ٹھہرتا ہے تو داڑھی رکھنے والا اپنے اس عمل سے أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ کا ہار گلے میں ڈال کر فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا (بڑی کامیابی) سے ہمکنار ہوتا ہے۔

٣۔ داڑھی رکھنا اَنبیاء کی نشانی ہے

داڑھی رکھنا جہاں فطرت و اِطاعت ہے وہاں یہ تمام اَنبیاء کی سنت ونشانی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ جل شانہ ہارون علیہ السلام کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے قوم کو شرک میں مبتلا دیکھا تو اپنے بھائی کے سر اور داڑھی کے بالوں

کو پکڑا تو ہارون علیہ السلام نے فرمایا کہ اے میرے بھائی ﴿لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي﴾ [طہ ۹۴] ''میری داڑھی اور میرے سر سے مجھے نہ پکڑیئے''......اس سے معلوم ہوا کہ داڑھی کافی بڑی تھی اور وافر تھی اور اگر مٹھ سے کم ہوتی یا بالکل نہ ہوتی تو موسیٰ علیہ السلام کیسے پکڑتے اور کیسے داڑھی پکڑنے کا ارادہ کرتے؟ دوسرا یہ کہ بالا شبہ ہارون علیہ السلام ان سے ایک سال یا اس سے زیادہ بڑے تھے تو داڑھی اور سر کو پکڑ کر یہ بتلایا کہ اَصل فطرت داڑھی ہے اور صحیح عقل ہے۔ داڑھی کے ہوتے ہوئے اور کامل عقل کے ہوتے ہوئے شرک کو قبول نہیں کیا جا سکتا تو تو نے قوم کو شرک سے منع کیوں نہیں کیا؟ جس پر انہوں نے معقول حجت پیش کی تو پھر چھوڑا اور خود موسیٰ علیہ السلام اور آدم علیہ السلام کی داڑھیاں تھیں۔ جیسا کہ امام سیوطی رحمہ اللہ نے [الدر المنثور ۶۲/۱] میں نقل کیا ہے اور پھر اللہ جل شانہ نے سابق انبیاء کی پیروی کا حکم دیا ہے ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ [الأنعام ۹۰] ''یہ انبیاء ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی تھی سو آپ بھی ان کے مقتدی بن جایئے اور انہیں کی اقتداء کیجئے''......تو معلوم ہوا کہ داڑھی رکھنا اَنبیاء کی سنت اور اِقتداء ہے اور ہدایت کا راستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت دے۔ (آمین)

۴۔ داڑھی رکھنا سنت محمدیہ ہے

داڑھی رکھنا صرف سابقہ اَنبیاء کا طریقہ نہیں بلکہ سنتِ محمدیہ بھی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے بارے میں آتا ہے کہ (كان كث اللحية) [الترمذی فی الشمائل ۸] ''آپ ﷺ بھاری داڑھی والے تھے''......اور آپ کی داڑھی آپ کے سینے کو بھرتی تھی [الترمذی فی الشمائل ۴۱۲، أحمد ۳۶۱/۱] ......اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نماز ظہر اور عصر میں آپ کی داڑھی کی حرکت سے معلوم کرتے تھے

کہ آپ نماز میں قرآن پڑھتے ہیں (البخاری ۷۶۰، ۷۶۱) اور جب اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ وضو کرتے تو پانی کا چلو لے کر ٹھوڑی کے نیچے سے داڑھی کا خلال کرتے [أبو داؤد ۱۴۵] اور دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی داڑھی بہت بڑی تھی۔ جس سے معلوم ہوا کہ یہ سنتِ محمدیہ ہے اور جو شخص داڑھی رکھتا ہے وہ سنتِ محمدیہ کو سینے سے لگاتا ہے اور حقیقی محبت کا مدعی ہوتا ہے جو محبت اس کو اللہ تعالیٰ کا مقرب بندہ بنادیتی ہے کیونکہ اس نے داڑھی رکھنے میں اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی پیروی کی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اِرشادِ ربانی ہے ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللهُ﴾ [آل عمران ۳۱] ''کہہ دو اے نبی! (اپنے صحابہ کو) اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کے خواہشمند ہو تو میری تابعداری کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریں گے'' ......اور پھر صرف محبت نہیں کریں گے بلکہ ﴿وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ﴾ ''تمہارے گناہوں کو معاف فرمادیں گے'' ......اور گناہوں کی معافی کا ہر مسلمان دِلی طور پر خواہشمند ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس سنتِ محمدیہ کو اپنے لئے فضیلت کا تاج سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

۵۔ داڑھی رکھنا مومنین کا راستہ ہے

داڑھی رکھنا مومنین مقربین کے راستے کو اِختیار کرنا ہے اور سب سے بہترین مومن اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے صحابہ اور اس عہد کے بعد صحابہ کا عہد تھا۔ چنانچہ اِرشاد رَبانی ہے ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ [آل عمران ۱۱۰] ''تم بہترین اُمت ہو جو لوگوں کیلئے پیدا کی گئی ہے'' ......اور فرمایا ﴿وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ﴾ [اللقمان ۱۵] ''(لقمانؑ نے کہا اے میرے بیٹے!) ان کی راہ پر چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو (یعنی مومنین کی راہ پر جو اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکتے ہیں) ...... اور اللہ کے

رسول ﷺ نے فرمایا (خَيرُ النَّاسِ قَرنِی ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُم ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُم) [البخاری ۲۶۵۱، ۲۶۵۲، ۳۶۵۱، ۶۴۲۹، ۶۶۵۸، ومسلم ۶۴۱۷، ۶۴۱۶، والترمذی ۳۸۵۹، وابن ماجہ ۲۳۶۲، وأحمد ۳۷۸، وصحیح الجامع ۳۲۹۵] ''بہترین لوگ وہ ہیں جو میرے زمانے میں ہیں (صحابہ) پھر جو اس کے بعد ہوں گے (تابعین) پھر جو اس کے بعد ہوں گے (تبع الاتباع)''......اور فرمایا (عَلَيكُم بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ المَهدِيِّينَ مِن بَعدِی عَضُّوا عَلَيهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُم وَمُحدَثَاتِ الأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحدَثَةٍ بِدعَةٌ) [الترمذی ۲۶۷۶، وابن ماجہ ۴۲، وأبو داؤد ۴۶۴۳، والدارمی ۹۶] ''میری سنت کو لازم پکڑو اور میرے بعد خلفاء راشدین مہدیین کے طریقے کو مضبوطی سے تھام لو اور نئے کاموں سے بچو کیونکہ ہر نیا کام (محدث چیز جو شریعت میں داخل کی جائے نیکی کی غرض سے) بدعت ہے''......تو نبی کریم ﷺ کی سنت کے بعد خلفاء راشدین میں سے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ کث اللحیۃ (گھنی داڑھی والے) تھے۔عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ کثیر اللحیۃ (زیادہ داڑھی والے) تھے۔اور عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ کبیر اللحیۃ (بڑی داڑھی والے) تھے۔اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ عریض اللحیۃ (چوڑی داڑھی والے تھے) حتیٰ کہ دونوں کندھوں کے مابین سینے کو بھرتی تھی [الإصابۃ ۲/۵۵، ۵۱۱، وتاریخ الخلفاء للسیوطی ۱۰۲، ۱۱۶، ۱۲۹، وطبقات ابن سعد ۳/۲۵، ۲۶، ۵۸ وقوۃ القلوب للمکی ۴/۹] ...... خلفاء راشدین تمام کائنات سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے نبی کے متبع اور عقلمند تھے۔ پھر اسکے بعد تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جن کا طریقہ زندگی بھی نبی کریم ﷺ کے حکم کے مطابق تھا۔ چنانچہ شرجیل بن مسلم فرماتے ہیں (رأیت خمسۃ من أصحاب النبی ﷺ یحفون

شواربهم ويعفون لحاهم ويصفرونها أبا أمامة الباهلي والحجاج بن عامر الثمالي والمقدام بن معدى كرب وعبد الله بن بسر وعتبة بن عبد السلمى) [مجمع الزوائد للهيثمى ۱۶۷/۵] ''میں نے پانچ صحابہ کرام کو دیکھا کہ وہ مونچھوں کو کاٹتے اور داڑھیوں کو معاف کرتے تھے اور اُن کو زرد کرتے تھے (رنگ کرتے تھے) ابو امامہ الباہلی، حجاج بن عامر ثمالی، مقدام بن معدیکرب، عبداللہ بن بسر اور عتبہ بن عبد سلمی'' ...... اورعثمان بن عبداللہ بن اَبی رافع فرماتے ہیں کہ (أنه رأى أبا سعيد الخدرى وجابر بن عبد الله وعبد الله بن عمر وسلمة بن الأكوع وأبا أسيد البدرى ورافع بن خديج وأنس بن مالك يأخذون من الشوارب كأخذ الحلق ويعفون اللحى) [مجمع الزوائد للهيثمى ۱۶۶/۵، نقلاً عن الطبرانى] ''انہوں نے (یعنی عثمان بن عبداللہ بن اَبی رافع نے سات صحابہ کو دیکھا) ابوسعید خدری، جابر بن عبداللہ، عبداللہ بن عمر، سلمہ بن اَکوع، ابواسید البدری، رافع بن خدیج، انس بن مالک، یہ مونچھیں کاٹتے تھے گویا کہ مونڈھنے کے مشابہ ہیں اور داڑھیوں کو معاف کرتے تھے'' ......اورعثمان بن مظعون، اَبوذر غفاری اور ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہم کی بھی داڑھیاں تھیں [سير أعلام النبلاء للذهبى ۱/۱۳۳، ۱۱۷، ۱۱۵] الغرض داڑھی رکھنا فطرتِ الٰہیہ وسیرتِ اَنبیاء وسنتِ محمدی ہی نہیں بلکہ مومنین صحابہ وتابعین اور تمام زمانے کے مسلمانوں کا طریقہ وراستہ ہے جس پر تاریخ کے صفحات گواہ ہیں کہ سلف صالحین میں سے کسی نے بھی داڑھی مونڈھنے کو نقل نہیں کیا اور نہ ہی خود یہ خباثت اور ضلالت کی ہے جیسا کہ امام ابن حزم رحمہ اللہ [مراتب الاجماع] میں لکھتے ہیں کہ (واتفقوا أن حلق جميع اللحية مثلة لا تجوز) ''داڑھی منڈھوانا مثلہ کرنا ہے جس کے عدم جواز پر سب متفق ہیں'' ......اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ (ويحرم حلق اللحية للأحاديث

الصحيحة ولم يبحه أحد) ''اَحادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ داڑھی منڈھوانا حرام ہے جس کو کسی نے بھی جائز قرار نہیں دیا'' ...... الغرض کہ داڑھی کا تاج اور زیور یہ مسلمانوں اور مومنوں کا طرزِ عمل اور طریقہ وراستہ ہے۔

۶۔ داڑھی مرد کیلئے زینت وتکریم کا باعث ہے

داڑھی رکھنا اور اس کو معاف کرنا جہاں مومنین کا راستہ ہے وہاں مرد کیلئے زینت وتکریم کا باعث ہے چنانچہ اِرشادِ ربانی ہے ﴿ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ ﴾ [الإسراء ۷۰] ''اور البتہ تحقیق ہم نے بنی آدم کو تکریم دی'' ...... اور اللہ تعالیٰ کا بنی آدم کو تکریم دینا اَکمل اور اَحسن اشکال میں پیدا کرنا ہے جیسا کہ بعض علماء نے کہا ہے اور بعض علماء کہتے ہیں کہ اس تکریم کی مثال یہ ہے کہ مردوں کو داڑھیوں کے ساتھ زینت دی اور عورتوں کو میڈھیوں کے ساتھ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کا فرمان بھی ہے (سُبْحَانَ مَنْ زَيَّنَ الرِّجَالَ بِاللِّحیٰ وَزَيَّنَ النِّسَاءَ بِالذَّوَائِبِ) [كشف الخفاء للعجلونى ۱۴۴۷] ''پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو داڑھی کے ساتھ اور عورتوں کو میڈھیوں کے ساتھ زینت بخشی'' ...... تو یہ ہیئت جس پر اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کر کے اس کی تکریم کی ہے یہ اللہ تعالیٰ کے نعمت ہے اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق بری کیسے ہوسکتی ہے دنیا میں کوئی بھی صنعت ہو وہ صانع کی مدح کا سبب بنتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے تخلیق میں تو نقص ہو ہی نہیں سکتا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ (كُلُّ خَلْقِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ حَسَنٌ) [صحيح الجامع ۴۵۲۲، والسلسلة الصحيحة ۱۴۴۱] ''اللہ جل شانہ کی تخلیق حسن (اچھی) ہے'' ...... حتیٰ کہ مسلمانوں اور مومنوں نے اس بات کو سامنے رکھ کر کہ یہ زینتِ الٰہی ہے اس کی بہت تعظیم کی یعنی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ زینت ہے اور فقہاء نے باقاعدہ اپنے اَقوال چھوڑے ہیں۔ چنانچہ اِمام اَحمد وابوحنیفہ والثوری فرماتے ہیں

کہ (إن اللحية إذا جنى عليها فأزيلت بالكلية ولم ينبت شعرها فعلى الجاني دية كاملة كما لو قتل صاحبها) ''جب داڑھی پر جنایت اس طرح کی جائے کہ اس کو بالکل زائل کر دیا جائے اور بال نہ اُگیں تو جانی پر (جس نے ظلم کیا) پوری دیت ہوگی جیسا کہ اس نے اس داڑھی والے کو قتل کیا تو دیت ہوگی''...... اور ابن مفلح کہتے ہیں کہ (لأنه أذهب المقصود أشبه ما لو أذهب ضوء العين) ''کیونکہ یہ داڑھی کا بالکل صاف کر دینا اس طرح اصل مقصود کو غائب کر دیتا ہے جیسا کہ آنکھ کی روشنائی اور اس کی بصیرت وبصارت چلی جائے''...... چنانچہ قیس بن سعد کی داڑھی نہیں تھی تو اَنصار کہنے لگے کہ (نعم السيد قيس ...... ولكن لا لحيته فوالله لو كانت اللحية تشترى بالدراهم لاشترينا له لحية ليكمل رجلا) ''قیس بہترین سردار ہے ہر اعتبار سے لیکن اس کی داڑھی نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر داڑھی بکتی ہوتی تو ہم اس کو دراہم سے خرید کر دیتے تا کہ وہ مکمل رجل (مرد) بن جاتا''...... اور اَحنف بن قیس کے رھط بنی تمیم کے بعض لوگوں نے بھی کہا تھا کہ (وددت أنا اشترينا للأحنف لحية بعشرين ألفا) ''میرا جی چاہتا ہے کہ ہم اَحنف کیلئے اگر بیس ہزار کی بھی داڑھی ملے تو خرید لیں''...... کیونکہ جس کی داڑھی نہ ہو (يرى عند العقلاء ناقصا) ''وہ عقلمندوں کے نزدیک ناقص ہے''۔

اور قاضی شریح کے بارے میں آتا ہے کہ اُنہوں نے کہا (وددت لو أن لي لحية بعشرة آلاف درهم) ''میں چاہتا ہوں کہ کاش مجھے دس ہزار درہم کی ہی داڑھی مل جائے''۔

لیکن تعجب ہے آج کے مسلمان پر جو اس میں روپے خرچ کرتے ہیں کہ ہماری داڑھی نظر ہی نہ آئے اور اس زیور وتاج کو معدوم کرنے کیلئے دولت برباد کرتے ہیں حالانکہ یہ تکریم اور تعظیم کی علامت ہے جیسا کہ قاضی اَبو یوسف فرماتے ہیں

(من عظمت لحيته جلت معرفته) [قوة القلوب للمكی ۹/۴] ''جس شخص کی داڑھی بڑی ہوگی اس کی معرفت چمکتی رہے گی'' ......اور شیخ ابو طالب المکی [قوة القلوب ۹/۴] میں مزید نقل کرتے ہیں کہ بعض ادباء (ادیبوں) نے کہا ہے کہ (في اللحية خصال نافعة منها تعظيم الرجل والنظر إليه بعين العلم والوقار ومنها رفعه في المجالس والإقبال عليهم ومنها تقديمه على الجماعة وتعقيله وفيها وقاية للعرض يعني إذا أرادوا شتمه عرضوا له بها فوقت عرضه) ''لوگوں کی نظر میں داڑھی والے کی عزت ہوتی ہے اور اس کو علمی اور باوقار شخصیت سمجھا جاتا ہے، مجلسوں میں اس کو تعظیم کی خاطر اونچی اور نمایاں جگہ پر بیٹھایا جاتا ہے اور سب اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، جماعت وغیرہ میں اس کو آگے کیا جاتا ہے، اس میں عزت کی حفاظت ہے، جب کوئی فحش کلامی پہ آتا ہے تو اس کی داڑھی دیکھ کر اس کو شرم آتی ہے اس طرح اسکی عزت بچ جاتی ہے'' ......اور علامہ ابن القیم [التبيان في أقسام القرآن ۲۳۱] پر فرماتے ہیں (وأما شعر اللحية ففيه منافع منها الزينة والوقار والهيبة ولهذا لا يرى على الصبيان والنساء من الهيبة والوقار ما يرى على ذوي اللحى ومنها التمييز بين الرجال) ''داڑھی کے بالوں میں کئی منافع ہیں مثلاً یہ داڑھی والے کی زینت کا باعث ہے اور اس کا وقار اور تعظیم ہے اور اس سے اس کی ہیبت ظاہر ہوتی ہے اس لئے بچوں اور عورتوں میں وہ ہیبت اور وقار دکھائی نہیں دیتا جو کچھ داڑھی والوں میں ہوتا ہے اس سے مرد اور عورت کے درمیان فرق اور پہچان ہوتی ہے''۔

۷۔ داڑھی کو رکھنا اور معاف کرنا رجولیت وفحولیت ہے

داڑھی رکھنا جہاں مرد کیلئے زینت وتکریم کا باعث ہے وہاں اس کی رجولیت (مردانگی) کی عکاس بھی ہے کیونکہ اللہ جل شانہ نے مرد اور عورت کو پیدا کیا اور دونوں

میں فرق کرنے کیلئے مرد کے چہرے پر داڑھی کا زیور و تاج پہنایا جو عورت کے پاس نہیں اور عورت کو سونا اور ریشم پہننا جائز ہے اور یہ مردوں کیلئے سونا اور ریشم حرام ہے کیونکہ یہ دونوں چیزیں مرد کی رجولیت کے کمال کے منافی ہیں جس طرح عورت کا جمال بغیر داڑھی اور مونچھوں کے ہوتا ہے اس طرح مرد کا جمال داڑھی اور مونچھوں میں ہے اور اسی میں اس کا وقار اور ہیبت ہے اب ہر مرد خود سوچے کہ میری رجولیت کس میں ہے آیا داڑھی رکھنے میں یا کٹوانے یا منڈھوانے میں۔

۸۔ داڑھی کے طبی فوائد

داڑھی کے جہاں دینی فوائد ہیں وہاں طبی فوائد بھی ہیں مثلاً:

- بار بار ٹھوڑی اور بالوں پر اُسترا پھیرنا بصارت کو بڑا نقصان دیتا ہے اور اس عمل سے آہستہ آہستہ نظر کم ہو جاتی ہے جبکہ داڑھی والے اکثر اس سے محفوظ رہتے ہیں۔
- داڑھی گلے اور سینے تک ضرر دینے والے جراثیم سے مانع ہے۔
- مسوڑھوں کو خارجی و داخلی عوارض اور تکالیف سے کافی محفوظ رکھتی ہے۔
- داڑھی کی وجہ سے بار بار تیل لگایا جاتا ہے جس سے گالوں کی کھال تر و تازہ رہتی ہے جس طرح زمین پانی سے تر و تازہ رہتی ہے اور داڑھی مونڈھنے والا اس فائدہ سے محروم ہوتا ہے۔[وجوب إعفاء اللحية ص ۳۲، ۳۳]
- ہومیو پیتھک علاج کی مشہور کتاب [خاندانی علاج ص ۵۱۳] میں مذکور ہے کہ داڑھی بڑھانے سے خناق جیسی خطرناک بیماری سے بچاؤ رہتا ہے۔
- طبی اِعتبار سے یہ چیز ثابت ہے کہ مرد کے منہ (چہرے) پر داڑھی کا اُگنا مذکر ہارمون (Testosterone) کا اَثر ہوتا ہے تو وہ امراض جو مرد کی رجولیت پر اَثر انداز ہوتی ہیں (Demaseulenization) وہ صرف چہرے کے بال اُتارنے

سے گھیراؤ کرتی ہیں گویا یہ مرد کیلئے اَمراض کی وقایت کیلئے نسخہ کیمیا ہے جبکہ یہی بال جب عورت کے چہرے پر اُتر آئیں تو اس کی اُنوثیت کے اِضمحلال کا (Defeminization) سبب بنتا ہے یا پھر اسمیں رجالی اَمراض (Virilization) یا پھر مذکر بننے (Musulinization) کے اَثرات بارز ہوتے ہیں اور سب سے واضح اِن اَمراض میں (الشــعــرانية) (Hirsutism) یعنی بعض ایسے مناطق پر کثرت سے بال اُگنا شروع ہوجاتے ہیں جو کہ نہ تو داڑھی کی جگہ ہوتی ہے نہ ہی مونچھوں کی بلکہ جسم کے دوسرے حصوں پر جو مرض کے ساتھ ساتھ عامہ الناس کے نزدیک ایک قبیح چیز بھی سمجھی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ہر روحانی جسمانی بیماریوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

داڑھی کی فرضیت کے دلائل

اسلام ایک جامع اور اکمل نظام کا نام ہے جس کی جامعیت اور اکملیت کا راز اسلام کا منبع ومصدر قرآن وسنت کا ہونا ہے۔قرآن کریم جو کہ اللہ تعالیٰ کی کلام ہے (کما یلیق بجلاله وعظمته) اور اللہ تعالیٰ کی کلام سے بڑھ کر کوئی بھی سچی کلام نہیں ہوسکتی کیونکہ قرآن مجید میں خود مالک الملک فرماتے ہیں ﴿وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللهِ حَدِيثًا﴾ [النساء ۸۷] ﴿وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللهِ قِيلًا﴾ [النساء ۱۲۲] ''اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اپنی بات میں کون سچا ہے'' ...... چنانچہ یہ سچی کلام اُتری بھی اس ہستی پر جو پوری کائنات سے سچی تھی جس کو جانی دشمن بھی صادق وامین کا لقب دیتے تھے، چنانچہ قرآن کریم جیسی نعمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو جب مبعوث کیا تو اسلام کا منبع ومصدر منقی وصافی شکل میں کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ ٹھہرا اور نبی کریم ﷺ کی اِطاعت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت گردانا گیا جیسا کہ قرآن مجید میں اِرشاد باری تعالیٰ ہے ﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ﴾ [النساء ۸۰] ''جو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی اِطاعت کرے گا گویا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی ہی اطاعت کی'' ...... کیونکہ نبی کریم ﷺ اپنے پاس سے تو حکم دیتے ہی نہیں تھے بلکہ جب تلک وحی نہیں آجاتی تھی زبانِ اقدس حرکت میں نہیں آتی تھی جس کو قرآن مجید نے کچھ یوں بیان کیا ہے ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ☆ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ [النجم ۳، ۴] ''وہ اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کرتے بلکہ وہ تو وحی ہوتی ہے جو ان کی طرف کی جاتی ہے'' ...... یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ (اُكْتُبْ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ) [صحیح الجامع

۱۱۹۶، والسلسلة الصحيحة ۱۵۳۲، والدارمی ۴۸۸] ''تو لکھ (اے عبداللہ بن عمرو!) اللہ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس منہ (یعنی محمد ﷺ کے منہ مبارک سے) کبھی بھی سوائے حق کے کچھ نہیں نکلا''...... یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کا طریقہ تمام طریقوں سے اَفضل واَشرف واَعلیٰ ہے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے خطبہ دیا اور حمد وثنا کے بعد فرمایا (إِنَّ أَفْضَلَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) [مسلم ۲۰۰۲، والنسائی ۱۵۷۷، وابن ماجه ۴۵] ''سب سے اَفضل ہدی (طریقہ، سیرت، راہنمائی) محمد رسول اللہ ﷺ کی ہدی ہے''...... کیونکہ انسان مسلمان ہوتا ہی اس وقت ہے جب وہ لا الہ إلا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کہتا ہے اور اس لئے بھی کہ کل کائنات کیلئے قیامت تک کا آئیڈیل اور نمونہ محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اَقدس ہے۔ کسی صحابی یا تابعی یا عالم یا پیر کی نہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں اِرشادِ ربانی ہے ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ [الأحزاب ۲۱] ''یقیناً تمہارے لیے نبی کریم ﷺ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے''...... چنانچہ نبی کریم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ اور ان کا قول اور تقریر یہی کسوٹی ہے کسی چیز کے عمدہ وغیر عمدہ ہونے کے لئے، اسی لئے اس دنیا سے جاتے وقت اس نسخہ کیمیا اور کسوٹی کا سبق یوں دے کر گئے جیسا کہ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا (تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: كِتَابُ اللهِ وَسُنَّةُ نَبِيِّهِ) [الموطا ۱۷۰۸، وصحیح الجامع ۲۹۳۷، والحاکم ۹۳/۱] وفی رواية: الشَّيْئَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُمَا: كِتَابُ اللهِ وَسُنَّتِي، وَلَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّىٰ يردا عَلَى الْحَوْضِ) ''اے میرے صحابہ! میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں ایک کتاب اللہ (قرآن مجید) اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی سنت، جب

تک ان کو تھامے رکھو گے تم گمراہ نہیں ہو گے'' ......تو معلوم ہوا کہ گمراہی اسی وقت اپنا ڈیرہ جماتی ہے جب قرآن وسنت سے اِعراض کیا جائے یا ان میں تیسری چیز کی آمیزش کی جائے۔اسی منہج کو محفوظ کرنے کیلئے حکم بھی سنایا کہ (إِنَّمَا أَخَافُ عَلَىٰ أُمَّتِي الْأَئِمَّةَ الْمُضِلِّينَ) [مسلم ۷۱۸۷، صحيح الجامع ۲۱۶۵، وأبو داؤد ۴۲۵۲، والترمذی ۲۱۷۶، وابن ماجه ۳۹۵۲] ''(ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) مجھے اپنی اُمت پر اس بات کا ڈر ہے کہ ان میں گمراہ کرنے والے ائمہ ہوں گے (یعنی وہ قرآن وسنت کے منہج کو ترک کر کے یا تو تیسری چیز کو رواج دیں گے یا آمیزش کریں گے)'' ...... اِمام اور ائمہ تو دور کی بات ہے انکی اپنی زندگی میں وہ اِمام (جس کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ کے حبیب نے فرمایا تھا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہوتے) تورات کا نسخہ لے کر آجاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! یہ تورات کا نسخہ ہے تو اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ مبارک غصے سے متغیر ہوگیا جب عمر رضی اللہ عنہ کو اس نسخے کو پڑھتے دیکھا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تجھے گم پانے والیاں گم پائیں تم اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ نہیں دیکھ رہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے جب اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ مبارک کو دیکھا تو فوراً فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کے رسول کے غضب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں، ہم اللہ تعالیٰ کو رب مانتے ہوئے، اسلام کو دین مانتے ہوئے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی مانتے ہوئے راضی ہیں تو اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے (لَوْ بَدَا لَكُمْ مُوسَىٰ فَاتَّبَعْتُمُوهُ وَتَرَكْتُمُونِي لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ وَلَوْ كَانَ حَيًّا وَأَدْرَكَ نُبُوَّتِي لَاتَّبَعَنِي) [الدارمی ۴۳۹] ''اگر موسیٰ علیہ السلام تمہارے لئے ظاہر ہو جائیں اور تم ان کی اِتباع کرو اور

مجھے چھوڑ دو تو تم سیدھی راہ سے گمراہ ہو جاؤ گے اور اگر وہ زندہ ہوتے اور میری نبوت کو پا لیتے تو وہ بھی میری ہی پیروی کرتے''۔

اور یہ بھی فرمایا کہ (مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي) [البخاری ۵۰۶۳] ''جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ میرے طریقے پر نہیں اور نہ ہی وہ مجھ میں سے ہے اور فرمایا کہ (كَفَىٰ بِقَوْمٍ ضَلَالًا أَنْ يَرْغَبُوا عَمَّا جَاءَ بِهِ نَبِيُّهُمْ إِلَىٰ مَا جَاءَ بِهِ نَبِيٌّ غَيْرُ نَبِيِّهِمْ أَوْ كِتَابٌ غَيْرُ كِتَابِهِمْ ......) [الدارمی ۴۸۲] ''کسی قوم کی ضلالت کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے نبی اور کتاب کو چھوڑ کر دوسرے نبی اور کتاب کی طرف راغب ہوں'' ...... تو ان احادیث میں اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے مومنین کا منہج بیان کر دیا کہ وہ کتاب وسنت سے تجاوز نہیں کرتے اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ جو قرآن وسنت میں نہیں اور پھر اپنے پاس سے کہہ کر میری طرف نسبت کرے تو وہ جہنمی ہے جیسا کہ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ جب بھی کوئی بات کرتے تو فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا کہ (مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ) [البخاری ۱۰۶، ومسلم ۴۳۵۷، والترمذی ۲۶۶۵، وأبو داؤد ۳۶۵] ''جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے گا'' ...... اور یہ بھی فرمایا کہ فتوے بازی میں جرأت آگ میں جانے کی جرأت ہے جیسا کہ عبید اللہ بن أبي جعفر بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا (أَجْرَأُكُمْ عَلَى الْفُتْيَا أَجْرَأُكُمْ عَلَى النَّارِ) [الدارمی ۱۵۹] ''فتوے بازی میں زیادہ جرأت والا آگ پر زیادہ جرأت کرتا ہے'' ...... اور وہ تین صحابی رسول جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی عبادت کے بارے میں سوال کیا تو ایک نے کہا کہ میں روزے ہی رکھوں گا اِفطار نہیں کروں گا اور دوسرے نے کہا کہ میں تہجد پڑھوں گا آرام نہیں کروں گا، تیسرے نے کہا کہ میں شادی نہیں کروں گا

تو یہ کام بھی انہوں نے نیکی کی غرض سے اور رضائے اِلٰہی کی غرض سے کرنے کا کہا لیکن چونکہ ہدی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالف تھا تو فوراً اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ (وَاللهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ لٰكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي) [البخاری ۵۰۶۳] ''اللہ تعالیٰ کی قسم! میں تمہاری نسبت اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرتا ہوں اور زیادہ متقی ہوں لیکن میں روزے رکھتا بھی ہوں اور اِفطار بھی کرتا ہوں اور تہجد بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں نے شادیاں بھی کی ہیں پس جس نے میری سنت سے اِعراض کیا وہ مجھ میں سے نہیں''......تو اس حدیث اور ماقبل میں اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واشگاف الفاظ میں بیان کردیا کہ منہجِ مومن نبی کا قول وفعل ہے۔ نبی کے فعل وقول وتقریر کے خلاف خواہ صحابی کا قول وفعل بھی آجائے تو وہ نبی کے مخالف ہوگا، سنت کے مخالف ہوگا......اور وہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناراض تو کرے گا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہونگے وہ اللہ اور ان کے رسول کی رضا کا سبب نہیں بن سکتا خواہ جتنے مرضی اِستدلالات واِجتہادات اور اِستنباطات سامنے لائے جائیں۔

اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِس منہج کو سمجھانے کے بعد واقعتاً صحابہ رضوان اللہ علیہم نے بھی یہی منہج سینے سے لگایا چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حجر اَسود پر آئے اور فرمانے لگے کہ اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ نقصان دے سکتا ہے اور نہ ہی نفع دے سکتا ہے (ولو لا أني رأيت النبي صلی اللہ علیہ وسلم استلمك ما استلمتك) [البخاری ۱۶۱۰، ۱۶۱۵] ''اگر میں نے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تیرا بوسہ لیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تیرا بوسہ نہ لیتا''......یعنی صرف اللہ کے رسول کی پیروی میں بوسہ لے رہا ہوں اور فرمایا کہ (ما لنا وللرمل إنما كنا راءينا به المشركين وقد أهلكم الله

ثم قال شیء صنعه النبی ﷺ فلا نحب أن نترکه) [البخاری ۱۶۰۵] ''ہم رمل کیوں کرتے ہیں ہم تو مشرکین کو قوت دکھلانے کیلئے کیا کرتے تھے اور مشرکین کو اللہ نے ہلاک کر دیا ہے پھر فرمایا کہ یہ کام چونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے کیا تھا اس لئے ہم پسند نہیں کرتے کہ اس کو ترک کریں'' ...... گویا صرف نبی ﷺ کی پیروی میں یہ کام کیا وگرنہ علت نہیں رہی تھی جس کی وجہ سے حکم دیا گیا جس سے پتہ چلا کہ نبی کے قول وفعل کے آجانے کے پر کسی علت وقول وفعل کی کوئی قدر نہیں ہوگی جس کا خود صحابہ نے اعتراف کیا۔ چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (إذا سمعتمونی أحدث عن رسول الله فلم تجدوه فی کتاب الله أو حسنا عند الناس فاعلموا أنی قد کذبت علیه) [الدارمی ۵۹۷] ''جب میں کوئی بات نبی کریم ﷺ سے کروں اور تمہیں وہ بات کتاب اللہ میں نہ ملے اور نہ ہی وہ لوگوں کے ہاں حسن ہو (یعنی دینی اعتبار سے اس کو اچھا نہ گردانیں) تو جان لو کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ پر جھوٹ بولا ہے'' ...... اور یہ بھی فرمایا کہ (أما تخافون أن تعذبوا أو یخسف بکم أن تقولوا قال رسول الله وقال فلان) [الدارمی ۴۳۴] ''کیا تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ تمہیں اس وجہ سے عذاب دیا جائے یا زمین میں دھنسا دیا جائے کہ تم یہ کہو کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اور فلان یہ کہتا ہے'' ...... حتیٰ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے تو یہ فرمایا کہ (العلم ثلاثة کتاب ناطق وسنة ماضیة ولا أدری) [الطبرانی، ومفتاح الجنة للسیوطی ص۵۷] ''علم تین چیزوں کا نام ہے: ۱۔ قرآن مجید، ۲۔ سنتِ نبوی (گزری ہوئی سنت) اور ۳۔ میں نہیں جانتا'' ...... تو معلوم ہوا کہ قرآن مجید اور سنتِ مطہرہ کے علاوہ کسی کا قول عذاب وخسف کا باعث ہے اور وہ علم ہی نہیں چہ جائیکہ وہ سنت کا درجہ رکھے اور قابلِ عمل ہو۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ تو کتاب وسنت سے ہٹ کر فتویٰ کے اتنے

خلاف تھے کہ فرمایا (إن الذی أفتی الناس فی کل ما یستفتی لمجنون) [الدارمی ۱۷٦] ''جو لوگوں کے ہر پوچھے گئے کے بارے میں فتوٰی دیتا ہے وہ تو مجنون ہے'' ...... اور ابن سیرین رحمہ اللہ کے بارے میں قتادۃ نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک آدمی کو نبی کریم ﷺ کی حدیث سنائی تو آدمی نے کہا (قال فلان کذا و کذا) کہ فلاں تو یوں یوں کہتا ہے تو ابن سیرین نے فرمایا (أحدثک عن النبی ﷺ وتقول قال فلان کذا و کذا لا أکلمک أبدا) [الطبرانی ۴۴۵] ''میں تمہیں نبی کریم ﷺ کی بات بتلا رہا ہوں اور تم کہتے ہو کہ فلان نے یوں کہا ہے میں (آج کے بعد) تیرے ساتھ کلام ہی نہیں کروں گا'' ......اور عمر بن عبدالعزیز نے بھی ہی اعلان کیا تھا کہ (لا رأی لأحد فی کتاب اللہ و إنما رأی الأئمة فیما لم ینزل فیه کتاب ولم تمض به سنة من رسول اللہ ولا رأی لأحد فی سنة سنها رسول اللہ) [الدارمی ۴۳٦] ''کسی کی رائے کتاب اللہ میں نہیں چل سکتی، ائمہ کی رائے وہاں سنی جائے گی جس مسئلہ میں کتاب اللہ (قرآن مجید) نہ اُتری ہو اور نہ ہی اس میں سنتِ رسول ﷺ ہو اور نبی کریم ﷺ کی سنت جو انہوں نے جاری کی ہے اس میں کسی کی رائے کی کوئی اہمیت ہی نہیں''۔

تو مذکورہ تقریر اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ قرآن وسنت مومن کا منہج ہے اور نبی کی سنت کے بعد کسی کے طریقے یا قول وفعل کا کوئی اعتبار نہیں تو میرے مسلمان بھائیو! ذرا سوچو ہم نے کلمہ جب پڑھا تھا تو کیا کہا تھا (لا إلـه إلا اللہ محمد رسول اللہ) کسی صحابی کا نام کلمہ میں نہیں بولا تھا، کسی محدث وعلم وقاری کا نام نہیں لیا تھا اگر تو لا إلـه إلا اللہ کو ماننے والے ہو تو تمام تعصّبات وتاویلات کو بالائے طاق رکھ کر (یہ بات ذہن نشین کریں کہ جو چیز ثابت ہے اس کو ختم کر کے جائیں گے کہاں؟ اور جو چیز ثابت

نہیں اس کو ثابت کر کے پائیں گے کیا) آیئے ہم صرف نبی کریم ﷺ کہ جن کی ذاتِ اَقدس ہمارے لیے نمونہ ہے ان کا فعل دیکھیں کہ داڑھی کے بارے میں کیا تھا پھر ان کے اقوال دیکھیں کہ انہوں کیا فرمایا، پھر ان کی تقریر دیکھیں کہ آیا داڑھی منڈھوانے والے پر خاموشی اِختیار کی یا کوئی حکم صادر کیا۔تو اب ہم صرف اللہ کے نبی ﷺ کے فعل پھر ان کے اَقوال وتقاریر کو بالترتیب ذکر کرتے ہیں۔

میرے مسلمان بھائی! یہ تو ایک متفقہ بات ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کائنات میں کوئی بھی خوبصورت نہیں تھا اور نہ ہوگا جیسا کہ اَنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (کان رسول الله ﷺ أحسن الناس) [البخاری ۳۰۴۰] ''اللہ کے رسول تمام لوگوں سے حسین تھے''......اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (کان رسول الله ﷺ أحسن الناس وجها) [البخاری ۳۵۴۹] ''نبی کریم ﷺ کا چہرۂ مبارک پوری کائنات سے حسین تھا''......تو نبی کریم ﷺ کا چہرۂ مبارک جو پوری دنیا سے حسین تھا کیا اس پر داڑھی تھی یا نہیں۔آیئے ذرا اَحادیث کی ورق گردانی کریں۔

1) انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (کان رسول الله ﷺ لیس بالطویل البائن ولا بالقصیر ...... ولیس فی رأسه ولحیته عشرون شعرة بیضاء) [البخاری ۵۹۰۰، ۳۵۴۷، ۳۵۴۸، ومسلم ۲۳۴۷، والموطا ۱۷۵۳، والترمذی ۳۶۳۲، وأحمد ۳/ ۱۳۰] ''اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نہ زیادہ لمبے تھے نہ بالکل چھوٹے......اور ان کے سر اور داڑھی میں ۲۰ سفید بال بھی نہیں تھے''......اور انس رضی اللہ عنہ نے ان بالوں کی تعیین بھی خود بیان کی ہے اور فرماتے ہیں کہ (ما عددت فی رأس رسول الله ﷺ ولحیته إلا أربع عشرة شعرة بیضاء) [الترمذی فی الشمائل ۳۸] ''اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے سر اور داڑھی

مبارک میں ۱۴ سفید بال تھے"۔

تو اس حدیث سے پہلا نکتہ یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی داڑھی تھی، دوسرا نکتہ یہ ثابت ہوا کہ صحابی رسول ﷺ جنہوں نے دس سال خدمت کی انہوں نے داڑھی اور سر کے سفید بال بھی شمار کر رکھے تھے۔ اگر داڑھی کو سیٹ کیا ہوتا یا نوک پلک سیدھی کی ہوتی یا کٹوائی ہوتی یا خط بنوایا ہوتا تو یہ صحابی ضرور بیان کرتے کیونکہ بالوں کی گنتی جو کہ دقیق چیز تھی وہ بیان کی تو کٹوانا وغیرہ ضرور بیان کرتے۔

2) ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (سئل أنس عن خضاب النبی ﷺ فقال: إنه لم يبلغ ما يخضب لو شئت أن أعدّ شمطاته فی لحيته) [البخاری ۵۸۹۵]

"انس رضی اللہ عنہ کے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے خضاب کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ اس عمر کو نہیں پہنچے تھے کہ خضاب لگاتے اگر میں چاہتا تو ان کی داڑھی کے سفید بال شمار کرتا"

تو اس حدیث سے بھی ایک تو داڑھی رسول ﷺ ثابت ہوئی۔ دوسرا انس رضی اللہ عنہ کا بیان جو پچھلی حدیث میں بیان ہوا کہ ان کی داڑھی میں چند سفید بال تھے جن کی تعداد پیچھے ۱۴ بیان ہوئی ہے۔

3) عمار بن یاسر اور عثمان رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں (ولقد رأيت رسول الله ﷺ يخلل لحيته) [الترمذی ۲۹، ۳۰، ۳۱، وابن ماجه ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۲]

"میں نے دیکھا (عمار بن یاسر اور عثمان رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں) کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ داڑھی کا خیال کرتے تھے"۔

4) اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (کان إذا توضأ خلل لحيته) [الطبرانی فی الكبير ۶۶۴، والبيهقی ۱/۵۴] "جب اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ وضو کرتے تو

داڑھی کا خلال کرتے۔

5) انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (کان رسول اللہ ﷺ إذا توضأ أخذ كفا من الماء فأدخله تحت حنكه فخلّل به لحيته فقال هٰكذا أمرني ربي) [أبو داؤد ۱۴۵] ''جب اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ وضو کرتے تو ایک چلو پانی کا لے کر اس کو ٹھوڑی کے نیچے سے اس کے ساتھ داڑھی کا خلال کرتے اور فرمایا اسی طرح میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے''...... اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کا داڑھی کا خلال کرنا ۱۳ صحابہ نے نقل کیا ہے۔[عون المعبود ۱، ۲/ ۱۷۰]

6) انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (کان رسول اللہ ﷺ يكثر دهن رأسه وتسريح لحيته) [الترمذي في الشمائل ۳۳] ''رسول اللہ ﷺ اپنے سر پر زیادہ تیل لگایا کرتے تھے اور داڑھی کو کنگھی کیا کرتے تھے''۔

تو اِن چار حدیثوں سے ایک تو یہ پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی داڑھی تھی اور اتنی گھنی تھی کہ کنگھی کرنی پڑتی اور وضو کے وقت خلال کرنا پڑتا اور وہ بھی فرمانِ رَبانی خیال کرتے ہوئے کہ میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس طرح خلال کروں تو اگر کٹی ہوئی ہوتی یا نیچے سے خط بنوایا ہوتا یا چند بال ہوتے تو خلال چہ معنی دارد؟

7) یزید فارسی (جو قرآن مجید کی کتاب کرتے تھے) فرماتے ہیں کہ میں نے ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے زمانہ حیات میں رسول اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ میں نے اپنا خواب اِبن عباس رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا تو انہوں نے پہلے رسول اللہ ﷺ کا فرمان سنایا کہ جو مجھے خواب میں دیکھتا ہے وہ حقیقتاً مجھے ہی دیکھتا ہے اس لئے کہ شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا۔ پھر مجھ سے خواب پوچھی پھر میں نے حلیہ بیان کیا...... (قد ملأت لحيته ما بين هذه إلى هذه قد ملأت نحره فقال ابن

عباس: لو رأيته ما استطعت أن تنعته فوق هذا)[الترمذی فی الشمائل ۴۱۲، وأحمد ۳۶۱] ''آپ کی داڑھی آپ کے سینے مبارک کو بھرے ہوئی تھی تو ابن عباس رضی اللہ عنہ یوں گویا ہوئے کہ اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حالتِ بیداری میں دیکھتے تو اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ آپ کا حلیہ مبارک بیان نہ کر سکتے''۔

8) علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن بھیجا میں ایک دن لوگوں کو وعظ ونصیحت کر رہا تھا کہ ایک یہودی عالم ہاتھ میں کتاب لے آیا مجھے دیکھ کر کہنے لگا کہ اَبو القاسم کا حلیہ بیان کرو۔علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسے بتلایا کہ رسول کریم نہ تو پست قامت ہیں اور نہ ہی زیادہ دراز قد بلکہ آپ کا قد درمیانہ ہے......علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر میں خاموش ہوگیا۔ یہودی عالم کہنے لگا کہ آپ کی آنکھوں میں سرخی خوبصورت، داڑھی خوب رو، کان متناسب، آگے پیچھے دیکھتے تو پورے وجود کے ساتھ۔علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! رسول اللہ کا یہی حلیہ مبارک ہے۔(البداية والنهاية ۱۸/۶)

9) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (كان كثير شعر اللحية) [صحيح الجامع ۴۸۲۵] ''اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک کے بال بہت زیادہ تھے''۔

10) علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (كان عظيم اللحية) [صحيح الجامع ۴۸۲۰، والسلسلة الصحيحة ۲۰۵۲] ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت بڑی داڑھی تھی''۔

11) حسن بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (كان رسول الله ﷺ كث اللحية) [الترمذی فی الشمائل ۸] ''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی گھنی تھی۔

12) علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (كان ضخم اللحية) [أحمد ۱/۱۲۷، ۱۴۳،

۹٦۷] ''اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی داڑھی مبارک بڑی بھاری تھی''۔

تو اِن مذکورہ اَحادیث سے نہ صرف آپ کا داڑھی رکھنا ثابت ہوا بلکہ یہ بھی ثابت ہوا کہ ان کی داڑھی مبارک بڑی تھی اور گھنی تھی اور بھاری تھی اور اس کے بہت زیادہ بال تھے اور وہ سینے کو ڈھانپتی تھی۔

اِن اَحادیث کو پڑھ کر میرے خیال میں (لا إلــه إلا الله) کے بعد (محـمـد رسـول الله) کہنے والا مسلمان یہ بات کہنے کی جرأت نہیں کرتا کہ فلاں یوں کہتا ہے اور فلاں صحابی کا یہ فعل تھا اس کا یہ قول تھا۔ بلا شبہ صحابی جیسی شخصیات نبی کے بعد نہ دنیا میں آئی ہیں نہ آئیں گی۔ لیکن نبی کا ہم نے کلمہ پڑھا ہے صحابہ کا نہیں صحابی کو صحابی بھی ہم تب ہی مانتے ہیں جب اس کی ایمان کی حالت میں نبی سے ملاقات ہو تو معلوم ہوا کہ نبی کی ذات کے بغیر تو صحابی بن بھی نہیں سکتا تو نبی کے مقابلے میں اس کی بات کیسے قبول کریں گے۔

میرے مسلمان برادر محترم!

ذرا سوچیں کہ ہم نے جس کا کلمہ پڑھا ہے اور جو پوری کائنات سے حسین تھا کیا اس کو داڑھی بری لگی یا اچھی لگی؟ اچھی لگی تو رکھی بلکہ فطرت اللہ کو اپنایا پھر رسولِ کریم ﷺ کے بعد خلفائے اَربعہ نے بھی اسی سنت کو سینے سے لگایا چنانچہ ان کی بھی بڑی داڑھیاں تھیں [الإصابة لابن حجر ۲/۴۴، ۵۱۱، قـوة القلوب لأبی طالب المـکی ۴/۹، تاریخ الخلفاء للسیوطی ۱۰۲، ۱۱٦، ۱۲۹، وطبقات ابن سعد ۳/۲۵، ۲٦، ۵۸]

میرے مسلمان بھائی! یہ تھے ہمارے نبی کریم ﷺ اور ان کی داڑھی ہر غیرت مند مسلمان کیلئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ جو کام نبی کریم ﷺ نے کیا اس کو اپنی زندگی کا

محور وزیور بنالے اگر وہ دنیا وآخرت میں سرخرو ہونا چاہتا ہے تو رسولِ کریم ﷺ کی تابعداری کے بغیر ممکن نہیں کہ وہ دنیا وآخرت میں سرخرو ہو جائے۔ سنت فعلی کو ذکر کرنے کے بعد آیئے ذرا دیکھیں کہ کیا امت کو اس کا حکم وسبق بھی دیا ہے کہ نہیں تاکہ ایک تو مسئلہ مزید واضح ہو جائے اور داڑھی کی اہمیت دل میں بیٹھ جائے اور ان منکرین حدیث بے عزتی پروف اور غیرت وحمیت سے عریان اسلام کے نام پر اسلام کی جڑیں کاٹنے والے متجددین اور سکالر جو اس سنتِ رسول ﷺ کی توہین ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ یہ نبی کی عادت تھی اس لئے داڑھی کے چھوٹے اور بڑے ہونے سے کوئی خاص فرق واقع نہیں ہوتا۔ چنانچہ

1) ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا (خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ وَوَفِّرُوا اللِّحَىٰ وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ) [البخاری ۵۸۹۲، صحیح الجامع ۳۱۱۳/۷] ''مشرکین کی مخالفت کرو اور داڑھیوں کو بڑھاؤ (وافر کرو) اور مونچھوں کو کٹواؤ''۔

2) ابن عمر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کا حکم نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا (انهَكُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللِّحَىٰ) [البخاری ۵۸۹۳] ''مونچھوں کو اچھی طرح کاٹو اور داڑھیوں کو معاف کرو (چھوڑ دو)''۔

تو دونوں حدیثوں سے میں سے ایک میں داڑھی کو وافر کرنے بڑھانے کا حکم دیا گیا ہے اور وفّرہ توفیرا کا معنی کثّرہ (یعنی اس کو زیادہ کیا) ہے تو اس کا معنی یہ بنا اترکوھا وافرۃ [فتح الباری ۴۲۹/۱۰] کہ اس کو وافر چھوڑ دو۔ دوسری حدیث میں معاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے أعفوا کہہ کر جو کہ إعفاء سے ہے جس کا معنی ہے کہ بالوں کو چھوڑ دیا جائے اور کچھ کم نہ کیا جائے [النهاية ۲۶۶/۳، غریب الحدیث لأبی عبید

۱۴۸/۱] اور اس کو چھوڑ دیا جائے اور وہ بڑھ جائے [فتح الباری ۴۳۱/۱۰] چنانچہ أعفوا اللحی کا معنی یہ ہے کہ داڑھی کو بڑھایا جائے تا کہ بڑی ہو جائے۔ یہی معنی المناوی نے [فیض القدیر ۳۱۶/۴] میں اور زمخشری نے [الفائق ص ۱۳۲] میں اور جوہری نے [الصحاح ۲۴۳۳/۶] اور ابن منظور نے [لسان العرب ۷۵/۱۵] اور زبیدی نے [تاج العروس ۲۴۸/۱۰] اور علامہ عینی نے [عمدة القاری ۴۷/۲۲] اور کرمانی نے [۱۱۱/۲۱] اور قسطلانی نے [إرشاد الساری ۴۵۰/۸] میں نقل کیا ہے۔

اے میرے مسلمان بھائی! ذرا سوچ جب تم یہ اَحادیث اور اَفعالِ نبوی پڑھ کر پھر تاویل کرو کہ ایک مٹھ (قبضہ) سے زائد کاٹ کر رکھنا بھی معاف کرنا ہے اور سنت ہے تو بتلاؤ کہ کس کی سنت ہے؟ کیا نبی کی سنت ہے؟ جواب نہیں میں ہوگا تو پھر دوبارہ یاد کرو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا تھا اور اس کی یہ سنت نہیں اور کیا قبضہ سے زائد کاٹ دینا اسی کو معاف کر دینا کہتے ہیں؟ ذرا دل سے پوچھ کر لیلة القدر کی تلاش میں جب تو رو کر گڑگڑا کر دُعائیں مانگ رہا ہوتا ہے اور یہ لفظ کہتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو سکھائے تھے (اَللّٰهُمَّ إِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی) [صحیح الترمذی ۳۵۱۳] ''اے اللہ! تو کریم ہے بخشنے والا ہے اور معافی کو پسند کرتا ہے پس میرے گناہوں و معاف فرمادے''۔

تو بتلاؤ یہاں بھی فاعف ہی کہتے ہو کیا دل میں یہ خیال ہوتا ہے اللہ جی! سارے نہیں تھوڑے سے گناہ معاف کر دو لیکن جواب نہیں میں ہوگا اس لئے کہ کوئی بھی عقل مند یہ نہیں کہہ سکتا تو پھر تاویل کی جرات کرنے والے اسلام کے مدعی غیور مسلمان بن اور اس صیغہ فاعفوا کا معنی دعا میں اگر مکمل معافی سمجھتا ہے تو پھر داڑھی میں بھی اس کا معنی مکمل معافی بغیر کسی قسم کے تعرض کے اس کو بڑھانا سمجھ تا کہ تیرے اقوال میں تعارض

نہ ہو اور تو اللہ کا مجرم بھی نہ بنے اور تیری شخصیت بھی دوغلی نہ ہو۔

3) ابن عمر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا (احْفُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللِّحَىٰ) [مسلم ۵۲، ۲۵۹، وصحیح الجامع ۲۰۷، والترمذی ۲۷۶۳، والنسائی ۵۰۶۰، وأحمد ۱۶/۲] ''مونچھوں کو اچھی طرح کاٹو اور داڑھیوں کو معاف کردو''۔

4) ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (أُمِرَ بِإِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ وَإِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ) [مسلم ۶۰۰، والموطا ۱۸۱۳، والترمذی ۲۷۶۴، وأبو داؤد ۴۱۹۳] ''اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مونچھیں اچھی طرح کاٹنے کا اور داڑھی معاف کرنے کا حکم دیا گیا''۔

5) ابن عمر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا (اعْفُوا اللِّحَىٰ وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ) [النسائی ۵۰۶۱ وأحمد ۵۳/۲، ۱۵۶] ''داڑھیوں کو معاف کردو اور مونچھوں کو اچھی طرح کاٹو''۔

6) ابن عمر رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ اُنہوں نے حکم دیا (خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ احْفُوا الشَّوَارِبَ وَأَوْفُوا اللِّحَى) [مسلم ۲۵۹] ''مشرکین کی مخالفت کرو، مونچھوں کو اچھی طرح کاٹو اور داڑھیوں کو دراز کرو، پورا کرو''۔

تو اِن چار اَحادیث سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ داڑھیوں کو معاف کرو اور دراز کرو یعنی لمبا کرو اور یہ بھی بتلایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے داڑھی کو معاف کرنے کا تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ ہی حکم دے سکتے ہیں تو معلوم ہوا کہ داڑھی کا حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے دیا اور نبی نے اُمت کو دیا تو گویا نبوی اور الٰہی حکم کی کوئی مسلمان کلمہ پڑھنے والا عدولی نہیں کرسکتا کیونکہ حکم

عدولی سے ایک تو نافرمانی ہوگی دوسرا یہودیوں کی مشابہت ہوگی جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (احفُوا الشَّوَارِبَ وَاعفُوا اللِّحیٰ وَلَا تُشَبَّهُوا بِالْیَهُودِ) [شرح معانی الآثار للطحاوی ۲/۳۳۳] ''مونچھوں کو کاٹو اور داڑھیوں کو معاف کرو اور یہودیوں کے ساتھ مشابہت نہ کرو'' ...... کیونکہ یہودیوں کی مشابہت ہو یا کسی اور کی جو کوئی جسکی مشابہت کرتا ہے وہ اسی قوم سے تعلق رکھتا ہے اور قیامت والے دن انہیں کے زُمرے میں اُٹھایا جائے گا جیسا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا (مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنهُمْ) [أبوداؤد ۴۰۲۴، وعبد ابن حمید ۸۴۸، وأحمد ۲/۵۰، ۹۲ وصحیح الجامع ۶۱۴۹، والإرواء ۱۲۶۹، والفتاوی ۲۵/۳۳۱] ''جو جس قوم سے مشابہت کرتا ہے وہ انہیں میں سے ہے''۔

تو یہ صرف یہودیوں کی مشابہت نہیں بلکہ مشرکین کی بھی عادت ہے جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے چھٹی روایت گزری اور ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے بزار میں روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اہل شرک مونچھوں کو معاف کرتے ہیں اور یحفُونَ لِحَاهُمْ داڑھیوں کو منڈھواتے ہیں (فَخَالِفُوهُمْ فَاعفُوا اللِّحیٰ وَاحفُوا الشَّوَارِبَ) ''تم ان کی مخالفت کرو اور داڑھیوں کو معاف کردو اور مونچھوں کو منڈھواؤ'' ...... اور ایک حدیث میں مجوسیوں کا طرزِ عمل بیان کیا گیا ہے (جیسا کہ عنقریب آئے گا) تو معلوم ہوا کہ داڑھی کو معاف نہ کرنا اس کو منڈھوانا یا اس کو کاٹنا یہ یہودیوں، مشرکوں، مجوسیوں کا فعل ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے تو اے مسلمان! دیکھ کہیں تو مومنوں کے فعل کو چھوڑ کر مذکورہ اَقوامِ عالم کا شریک تو نہیں بن رہا؟ بقول شاعر

اے چشم اَشک بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

7) ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جَــزُّوا الشَّـوَارِبَ وَأَرْخُـوا اللِّـحَـىٰ خَـالِفُوا الْمَجُوسَ) [مسلم ۲۶۰] ''مونچھوں کو کاٹو اور داڑھیوں کو ڈھیل دے دو'' ......ڈھیل دینے کا معنی اس وقت متحقق ہو سکتا ہے جب داڑھی کو بالکل چھوڑ دیا جائے اور اس کے ساتھ کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائے۔ إرخــاء کا معنی لٹکانے اور طول دینے کے ہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے (أرخيــت الستـر وغيره إذا أرسلته) یعنی أرخيت الستر اس وقت بولا جاتا ہے جب پردے کو یا کسی چیز کو لٹکایا جائے اور کہا جاتا ہے (أرخـي الـفـرس وله طول من جلّــه والستـر أسد لـه) جب گھوڑے کی رسی کو لمبا کیا جائے اور پردے کو لٹکایا جائے [الـمـعـجـم الـوسيط ۱، ۳۳۶/۲، وترتيب القاموس ۳۳۲/۲، وتهذيب الـصـحـاح ۹۷۶/۳] امام نوویؒ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ (ومـعـنـاه اتـركـو ولا تتـعـرضوا لها بتغير) ''اس کا معنی ہے کہ داڑھیوں کو چھوڑ دو ان میں کسی قسم کی تبدیلی کرنے کی جسارت نہ کرو''۔

تو مذکورہ اَحادیث میں چار طرح کے اَلفاظ سے حکم وارد ہوا ہے وَفِّـرُوا، اعْـفُوا، أَوْفُـوا، أَرْخُوا اور بعض روایات میں أَرْجُوا کا لفظ بھی آیا ہے۔ اِمام نوویؒ قاضی عیاضؒ سے نقل کرتے ہیں کہ (ومعناه أخّروها واتركوها) یعنی ان کو چھوڑ دو اور مؤخر کر دو۔ پھر امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ (فـحـصـل خـمس روايات اعفوا وأوفروا وأرخوا وأرجـوا ووفروا ومعناها كلها تركها على حال هذا هو الظاهر من الحديث الـذي يـقـتـضـيـه ألفاظه) ''جملہ پانچ اَلفاظ جو کہ پانچ روایات میں ایک میں اعْفُوا دوسری میں أَوْفُوا تیسری میں أَرْخُوا چوتھی میں أَرْجُو پانچویں میں وَفِّرُوا ہے جن سب کا معنی یہی ہے کہ داڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے'' ......اور یہ بھی ان اَحادیث میں

واضح ہے کہ داڑھی کا معاف نہ کرنا اور اس کو اس کے حال پر نہ چھوڑنا مشرکین و مجوسیوں کا کام ہے لیکن پھر بھی اگر کوئی مسلمان اس کو اپنے چہرے پر بوجھ تصور کرے تو پھر گویا اس نے رسول کریم ﷺ کے اَمر میں گستاخی کی اور اس کو غلط گردانا۔ اور جو شخص رسول اللہ ﷺ کے اَمر میں خطا تصور کرتا ہے وہ گمراہی کی اَتھاہ گہرائیوں میں جا گرتا ہے۔ چنانچہ کسی نے خوب کہا تھا

رسول کے اَمر میں جو خطا پائے گا
وہ ظالم دیوانہ کدھر جائے گا

8) عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ (عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ) [مسلم ٦٠٣، ٦٠٤، والترمذی ٢٧٥٧، والنسائی ٥٠٥٥، وابن ماجه ٢٩٣، وأبو داؤد ٥٢، وأحمد ٦/١٣٧] ''دس خصلتیں فطرتِ اِسلامیہ میں سے ہیں: مونچھیں کاٹنا، داڑھی کو معاف کرنا......''۔

فطرت کا معنی دین بھی نقل کیا گیا ہے (القاموس ٢/١١١) اور ابن الاثیر [النہایة ٣/٤٥٧] میں فرماتے ہیں کہ (عشر من الفطرة أی من السنة یعنی سنن الأنبياء علیهم السلام التی أمرنا أن نقتدی بهم) ''فطرت سے مراد سنت ہے یعنی اَنبیاء کی سنت وسیرت وطریقہ ہے جس کی اِقتداء کرنے کا حکم ہمیں دیا گیا ہے'' ......اور علامہ محمد طاہر پٹنی [مجمع بحار الانوار ٣/٨٥] میں فرماتے ہیں (أی من السنة القديمة التی اختارتها الأنبياء علیهم السلام و اتفق علیها الشرائع) ''فطرت سے مراد سنت قدیم ہے جسکو اَنبیاء علیہم السلام نے اختیار کیا اور جس پر سابقہ شریعتیں بھی متفق ہیں'' ...... اور علامہ اِبن حجر فتح الباری میں باب قص الشارب من کتاب اللباس کی شرح میں

لکھتے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ فطرت سے مراد یہاں سنت ہے اور وہ طریقہ ہے جو سب اَنبیاء کا ہے جن کی اِتباع کا ہمیں حکم ہوا ہے اور اُنہوں نے اس کو اختیار کیا ہے اور جملہ شریعتیں اس اَمر پر متفق ہیں اور جب اِنسان اس طریقہ کو اِختیار کرے گا تو پہچانا جائے گا کہ یہ فطرتِ الٰہی پر ہے اور یہ انسان کی کامل صفتیں ہیں جو ان کی خوبصورتی کو ظاہر کرتی ہیں اور اس کا معنی علماء کی ایک جماعت نے دین بھی نقل کیا ہے[فتح الباری ۱۰/۴۱۷] تو اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اَنبیاء سارے ہی داڑھیوں والے تھے کیونکہ داڑھی اگر خوبصورتی کا مظہر نہ ہوتی تو کسی نبی کو بھی اللہ تعالیٰ داڑھی نہ دیتے تو گویا داڑھی اَنبیاء کی سنتِ متواترہ ہے کیونکہ فطرتِ اِلٰہی ہے اور اس کا بدلا جانا محال ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں واضح لفظ میں ﴿لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي﴾ [طه ۹۴] یعنی ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کو فرماتے ہیں کہ ''میرے سر اور داڑھی کو نہ پکڑو'' ...... اور آدم وموسیٰ علیہما السلام کی داڑھیاں تھیں[الدرّ المنثور ۱/۶۲]تو پتہ چلا کہ داڑھی جہاں اَنبیاء کی سنت ہے، فطرتِ الٰہیہ ہے وہاں دین بھی ہے (جیسا کہ نقل ہوا) جس سے داڑھی کی شان وعظمت مزید نکھرتی ہے کیونکہ جب داڑھی دین ہے تو بغیر داڑھی والا بے دین سمجھا جائے گا اور جب یہ تمام اَنبیاء کی سنت ہے اور سب شریعتیں اس پر متفق ہیں تو پھر بغیر داڑھی کے رہنا اَنبیاء کی نافرمانی اور تمام شریعتوں سے بغاوت ہے اور داڑھی ہی ایک انتخابی نشان ہے جس سے ہر شخص پہچانا جاتا ہے کہ وہ اَصلی فطرتِ اسلامی پر قائم ہے یا نہیں؟ اللہ ہمیں فطرتِ اسلامیہ پر قائم رہنے کی توفیق دے اور اس سے اِعراض و اِنحراف کرنے اور تاویلات کرنے سے بچائے (آمین)

9) طلق بن حبیب فرماتے ہیں کہ (**عشرة من السنة السواك وقص الشارب وتوفير اللحية**) [النسائی ۵۰۵۷] ''دس چیزیں سنت سے ہیں، مسواک کرنا،

مونچھیں کٹوانا اور داڑھی کو وافر کرنا ......''۔

تو اس حدیث سے ایک تو داڑھی کو وافر کرنا ثابت ہوا دوسرا یہ ثابت ہوا کہ یہ سنت ہے جیسا کہ اس سے قبل بیان ہو چکا ہے۔

10) ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا (قَصُّوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللِّحیٰ) [أحمد ۲/۲۲۲] ''مونچھوں کو کٹواؤ اور داڑھیوں کو معاف کرو'' ......اس سے بھی داڑھی کو معاف کرنے کا حکم سامنے آیا۔

11) ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ (اعْفُوا اللِّحیٰ وَخُذُوا الشَّوَارِبَ وَغَيِّرُوا شَيْبَكُمْ وَلَا تُشَبِّهُوا بِالْيَهُودِ وَالنَّصَارىٰ) [أحمد ۲/۳۵۶] ''داڑھیوں کو معاف کرو اور مونچھوں کو پکڑو (یعنی کاٹو) اور اپنے بڑھاپے کو بدلو (یعنی سفید بالوں کو خضاب مہندی کا رنگ لگاؤ) اور یہودیوں وعیسائیوں کی مشابہت نہ کرو'' ......تو اس سے معلوم ہوا کہ داڑھی کو معاف نہ کرنا اور مونچھوں کو نہ کٹوانا اور سفید بالوں کو نہ رنگنا یہ تو یہودیوں وعیسائیوں کی مشابہت ہے پھر دوسرا یہ بھی ثابت ہوا کہ داڑھی کو معاف کرنا یہ اَمر نبوی ہے۔

12) ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللِّحیٰ وَخَالِفُوا الْمَجُوسَ) [أحمد ۲/۳۶۶] ''مونچھوں کو کاٹو اور داڑھیوں کو معاف کرو اور مجاسیوں کی مخالفت کرو'' ......اس سے بھی معلوم ہوا کہ داڑھی کو معاف کرنا چاہیے۔

13) اَبو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (خُذُوا مِنَ الشَّوَارِبِ وَاعْفُوا اللِّحیٰ) [أحمد ۲/۳۸۷] ''مونچھوں کو لو (پکڑو، کاٹو) اور

داڑھیوں کو معاف کرو“۔

14) جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا کہ (كَثِّرِ الشَّعْرَ وَاللِّحْيَةَ) [طبقات ابن سعد ص ۴۳۰] ”بالوں اور داڑھی کو زیادہ کرو“۔

تو ان چودہ ۱۴ روایات سے بات روز روشن کی طرح عیاں ہوئی کہ داڑھی رکھنا یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت نہیں تھی بلکہ یہ فطرتِ الٰہیہ اور سنتِ اَنبیاء اور دین ہے اور داڑھی نہ رکھنا مشرکوں، یہودیوں، عیسائیوں، مجوسیوں اور بے دین لوگوں کا فعل ہے اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتِ فعلی نہیں بلکہ قولی وحکمی بھی ہے۔

تو میرے مسلمان بھائی! یہ تھا نبوی فعل اور قول، آیئے ذرا دیکھیں کہ نبوی تقریر (اقرار یا انکار) بھی داڑھی کو لاگو کرتی ہے یا نہیں۔ چنانچہ

1) عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ فرماتے ہیں کہ (جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْمَجُوسِ إِلَىٰ رَسُولِ اللهِ صَلَى اللهُ عليه وسلم وَقَدْ حَلَقَ لِحْيَتَهُ وَأَطَالَ شَارِبَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَا هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا دِينُنَا، قَالَ: لٰكِنْ فِي دِينِنَا أَنْ نجزَّ الشَّوَارِبَ وَأَنْ نعفي اللِّحَىٰ) [ابن أبي شيبة ۳۷۹/۸] ”ایک مجوسی شخص اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے اپنی داڑھی مونڈھی ہوئی تھی اور مونچھیں بڑھائی ہوئی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ کہنے لگا یہ ہمارا دین ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لیکن ہمارے دین میں تو یہ ہے کہ ہم مونچھیں کاٹتے ہیں اور داڑھیاں بڑھاتے ہیں“ ...... (اس حدیث کی تابعی تک سند کے سب راوی ثقہ اور معتبر ہیں اور یہ روایت اگرچہ مرسل ہے لیکن متابعت اور شہادت کیلئے کافی ہے کیونکہ اس کیلئے ایک اور مرسل شاہد ہے جس کو اِمام حارث بن اَبی اسامہ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے جیسا کہ ابن حجر نے [المطالب العالیة بزوائد المسانيد

الثمانیة ۲/۳۷۴ باب إحفاء الشوارب وتوفیر اللحیة من کتاب اللباس] میں ذکر کیا ہے۔

2) عبید اللہ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ (جَاءَ مَجُوسِیٌّ إِلَیٰ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَدْ أَعْفَیٰ شَارِبَهُ وَأَحْفَیٰ لِحْیَتَهُ، فَقَالَ: مَنْ أَمَرَکَ بِهٰذَا؟ قَالَ: رَبِّی، قَالَ: لٰکِنْ رَبِّی أَمَرَنِی أَنْ أَحْفِی شَارِبِی وَأَعْفِی لِحْیَتِی) [طبقات ابن سعد ص ۴۴۹] ''ایک مجوسی اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آیا جس نے داڑھی مونڈھی ہوئی تھی اور مونچھیں معاف کی ہوئی تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں کس نے اس کا حکم دیا ہے کہنے لگا میرے رب نے۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: لیکن میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں داڑھی کو معاف کروں اور مونچھوں کو کاٹوں'' ...... تو اس دونوں حدیثوں سے ایک تو نبی کی تقریر (انکار) ثابت ہوا کہ داڑھی کٹوانا مجوسیوں اور بے دینوں کا کام ہے اور جو کٹواتے ہیں انکا رب اور ہے اور محمد ﷺ اور داڑھیوں والوں کا رب اور ہے۔

3) یمن کے شہزادے نے شاہِ ایران (کسریٰ) کے حکم سے دو فوجیوں کو رسولِ کریم ﷺ کے پاس بھیجا (وَدَخَلَا عَلَیٰ رَسُولِ اللهِ صلی الله علیه وسلم وَقَدْ حَلَقَا لِحَاهُمَا وَأَعْفَیَا شَوَارِبَهُمَا فَکَرِهَ النَّظَرَ إِلَیْهِمَا ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَیْهِمَا، فَقَالَ: وَیْلَکُمَا مَنْ أَمَرَکُمَا بِهٰذَا؟ قَالَا: أَمَرَنَا بِهٰذَا رَبُّنَا یَعْنِیَانِ کِسْرَیٰ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لٰکِنْ رَبِّی قَدْ أَمَرَنِی بِإِعْفَاءِ لِحْیَتِی وَقَصِّ شَارِبِی) [تاریخ ابن جریر ۳/۹۰، ۹۱، والبدایة والنهایة ۴/۲۷۰] ''دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس اس حالت میں آئے کہ ان کی داڑھیاں مونڈھی ہوئی تھیں اور مونچھیں بڑھائی ہوئی تھیں آپ ﷺ نے ان دونوں کی

طرف دیکھنا پسند نہ فرمایا پھر ان کی طرف متوجہ ہو کر خطاب فرمایا کہ تم دونوں کیلئے ویل (جہنم کی وادی کا نام ہے) ہو تمہیں کس نے اس کا حکم دیا ہے؟ دونوں نے کہا کہ ہمارے رب یعنی کسریٰ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا لیکن میرے رب نے تو مجھے اپنی داڑھی کو چھوڑنے کا (معاف کرنے کا) اور اپنی مونچھوں کو کاٹنے کا حکم دیا ہے"۔

تو اس قصے سے مندرجہ ذیل باتیں سامنے آتی ہیں:

- داڑھی مونڈھنا رسول اللہ ﷺ کے نزدیک ناپسندیدہ فعل ہے اور داڑھی مونڈے ہوئے کی طرف آپ ﷺ نظر اٹھا کر دیکھنے کو بھی برا جانتے تھے تو جو اشخاص داڑھی منڈھوا کر قیامت کے دن سفارش کے اُمیدوار ہیں ان کیلئے لمحہ فکریہ ہے کہ سفارش کو دور کی بات ہے انکی طرف اللہ کے رسول ﷺ دیکھیں گے بھی نہیں۔
- اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ یہ عادت یا طریقہ مجوسیوں اور غیر مسلموں کا ہے۔
- اس سے اِس بات کی تصدیق بھی ہوگئی کہ داڑھی کاٹنا مشرکین کا شعار ہے اور اسکا عملی ثبوت مل گیا کیونکہ ان دونوں فوجیوں نے (جنہوں نے داڑھیاں چٹم کی ہوئی تھیں اور مونچھیں بڑھائی ہوئی تھیں) کسریٰ کو اپنا رب کہہ دیا اور اس کے حکم کی اِتباع کو اپنے اوپر لازم سمجھا جیسا کہ مسلمانوں کو حقیقی رب العالمین کے حکم کی اِتباع کو لازم سمجھنا چاہئے اور ڈرنا چاہئے اور سوچنا چاہئے کہ کہیں ہم بھی مشرکوں کی صف میں نہ اٹھائے جائیں۔
- اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ داڑھیوں کو بڑھانا اور مونچھیں کاٹنا رب العالمین کا حکم ہے اور اللہ عزوجل کے حکم کی ظاہری مخالفت کرنے والے ﴿ إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ﴾ "بے شک تیرے رب کی پکڑ شدید ہے"......کو سامنے رکھ کر سوچیں

کہ ان کی عاقبت وسزا کیا ہوگی؟

- یہ دونوں فوجی کسی اچھے مقصد کیلئے نہیں آئے تھے بلکہ بادشاہ کے حکم سے آپکے خلاف وارنٹ لے کر آئے تھے اور آپکو اپنے ساتھ لے جانیوالے تھے جیسا کہ پوری روایت میں مذکور ہے لیکن اسکے باوجود آپنے حق گوئی میں پس وپیش نہ کیا۔
- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ خطاب غیر مسلموں کے ساتھ تھا جس سے صاف ظاہر ہوا کہ داڑھی کا کاٹنا اسلام اور دین تو کیا بلکہ انسانیت کے بھی خلاف ہے اس لئے اس کو فطرت میں شمار کیا گیا ہے جیسا کہ حدیث نمبر ۸ میں آپ نے پڑھا۔
- اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ داڑھی منڈھوانے والے اور موچھیں بڑھانے والے کیلئے ویل نامی جہنم کی وادی ہے جس کی گہرائی اتنی ہے کہ ایک کافر کو اس کی تہہ تک گرنے میں چالیس سال لگیں گے۔[أحمد ۳/۷۵، والحاکم ۴/۵۹۶ ووافقه الذهبی وابن حبان ۷۴۶۷، وصححه والترمذی ۳۱۶۴]

تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اَلفاظ وَیْلَکُمَا ہر اِس مسلمان جو محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلند وبانگ دعوے کرتے ہیں لیکن آپ کے حکم کی مخالفت داڑھیوں کو منڈھوا کر، کٹوا کر محبت کے دعوے میں جھوٹے ثابت ہوتے ہیں اِن کیلئے کڑک کی نوید سنا رہے ہیں کیونکہ حضرت عبداللہ بن مبارک نے کیا خوب کہا تھا:

تعصى الرسول وأنت تظهر حبّه　　هذا لعمری فی القیاس شنیع

لو کان حبّک صادقاً لأطعته　　إن المحبّ لمن یحبّ مطیع

"تم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی بھی کرتے ہو اور ان کی محبت کے دعویدار بھی ہو یہ اِنتہائی عجیب بات ہے۔ عقل کے منافی ہے۔ کیونکہ اگر تو اس محبت کے دعوے میں سچا ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرتا کیونکہ محبّ (محبت کرنے والا) اپنے محبوب کا تابعدار

ہوتا ہے''......تو میرے بھائی! یہ تھا نبی کریم ﷺ کا فعل داڑھی کو مکمل معاف کرنا اور اسے بالکل ہاتھ نہ لگانا اسی لئے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی داڑھی گھنی، خوبصورت، بڑی اور زیادہ بالوں والی حتیٰ کہ سینے مبارک کو ڈھانپتی تھی جس کے بارے میں ہم نے ۱۲ روایات پیش کیں اور پھر انہوں نے حکم بھی فرمایا جس کے بارے میں ہم نے ۱۴ روایات نقل کیں اور پھر تین روایات اس پر نقل کیں کہ داڑھی کٹوانے کو انہوں نے انتہائی ناپسند فرمایا کیونکہ یہ سنتِ اَنبیاء (جیسا کہ گزرا آدم و موسیٰ اور ہارون علیہم السلام کے بارے میں) اور فطرتِ الٰہیہ ہے تو ان ۲۹ روایات کو پڑھنے کے بعد ہر وہ مسلمان جس نے (لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ) کے بعد (مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰہِ) پڑھ کر اِسلام قبول کیا ہے وہ تو اپنی داڑھی کو منڈھوانے یا کٹوانے یا خط بنوانے یا چھیلنے کا اُکھاڑنے یا نوک پلک سیدھی کرنے کی قطعاً جرأت نہیں کرے گا لیکن جس نے مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰہِ کہہ بھی دیا اور شیطنت پھر بھی دل میں ہو تو اس کو یہ ہی کہہ سکتے ہیں کہ پھر تیرے دل میں ہی بت خانہ ہو تو کیا کہیے؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کو پکا سچا اور حقیقی کلمہ کو ماننے والا بنائے ......آمین

داڑھی کو معاف نہ کرنے کی قباحتیں

داڑھی کو کٹوانے یا منڈھوانے کی بہت ساری قباحتیں ہیں جن میں سے چند کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ اللہ اور اُسکے رسول کی نافرمانی

داڑھی کو کسی قسم کے تعرض کا نشانہ بنانا خواہ وہ کٹوانے یا منڈھوانے یا تراشنے یا اُکھاڑنے یا دانتوں سے ہروقت گاہے بگاہے کھانے کی صورت میں ہو سب ہی صورتوں میں یہ نبی کریم ﷺ کی نافرمانی ہے اور اللہ کے نبی کی نافرمانی خود اللہ جل شانہ کی نافرمانی ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی جہنم کی نوید سناتی ہے۔ چنانچہ اِرشادِ ربانی ہے ﴿ وَمَنْ يَعْصِ اللهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ﴾ [الجن ۲۳] ''جو بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے اس کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں ایسے لوگ ہمیشہ رہیں گے''......اور فرمایا ﴿ وَمَنْ يَعْصِ اللهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا ﴾ [الأحزاب ۳۶] ''جو بھی اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا''...... تو اللہ کے رسول ﷺ کے داڑھی کو معاف کرنے کے بارے میں فرامین گزر چکے ہیں تو جو شخص مخالفت کرے گا وہ معصیت کا مرتکب ہوگا چنانچہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے بارے میں اِرشادِ ربانی ہے﴿ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ﴾ [الحشر ۷] ''رسول کریم ﷺ جو کچھ تمہیں دیں اسے لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رُک جاؤ''......اور رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے (مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ) [البخاری ۷۲۸۸] ''جس چیز سے تم کو روکوں اس سے رُک جاؤ''......تو

اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کے آجانے کے بعد داڑھی کو معاف نہ کرنے والا پھر بھی محبتِ رسول کا دعویٰ کرے تو بتلاؤ اس جیسا جھوٹا کوئی ہوسکتا ہے جس کو نبی کریم ﷺ کا چہرہ ہی اَچھا نہیں لگتا وہ محبت کا دعویٰ کیسے کرتا ہے؟۔ کسی شاعر نے خوب ایسے لوگوں کے بارے میں کہا ہے

وکل یدعی بوصل لیلیٰ　　　　ولیلیٰ لا تقر بھم ذاک

''ہر شخص لیلیٰ کے ساتھ تعلق کا دعویٰ کرتا ہے اور لیلیٰ انکار کرتی ہے کہ اس کا تعلق کسی کے ساتھ نہیں'' ...... یہ تو ایک دنیاوی مثال ہے کہ لیلیٰ کسی کے تعلق کو اسلئے قبول نہیں کرتی نہ ہی اِقرار کرتی ہے کیونکہ اس کی اپنی کچھ شرطیں ہوں گی لیکن بتلائیں رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو مانا نہ جائے اور ان کی شکل پسند نہ آئے پھر کہے مجھے محبت ہے تو یہ محبت کے روپ میں دشمنی ہے اور پھر دشمنی کر کے یہ اُمید بھی مسلمان رکھے کہ قیامت کو میں رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے حوض کوثر کا پانی پیوں گا تو یہ ایسے لوگوں میں سے ہے جن کے بارے میں شاعر کہتا ہے:

کچھ لوگ بچھا کر کانٹے پھولوں کی توقع رکھتے ہیں
دے کر شعلوں کو ہوائیں ساون کی توقع رکھتے ہیں

یہ اس لئے کہ کسی چیز کو حاصل کرنے کیلئے کچھ دواعی و جوالب ہوتے ہیں انسان نجات کا خواہشمند بھی ہو پھر نجات کے حصول کو ممکن بنانے والے اَسباب سے دور رہے تو نجات ممکن نہیں جیسا کہ کسی شاعر نے کیا خوب کہا تھا

ترجو النجاۃ ولم تسلک مسالکھا　　　　إن السفینۃ لا تجری علی الیبس

''نجات کی اُمید بھی رکھتے ہو اور پھر اس کے راستوں پر چلتے بھی نہیں کشتی خشکی پر نہیں چل سکتی'' ...... جس طرح کشتی خشکی پر نہیں چل سکتی اس کیلئے پانی ضروری ہے اسی

طرح نجات ممکن ہو سکتی نہیں جب تک نیک اَعمال رسول ﷺ کے حکم وعمل کے مطابق نہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے جہاں داڑھی کو معاف کرنے کا حکم دیا ہے وہاں داڑھی کے سفید بالوں کو اُکھاڑنے سے منع فرمایا ہے جیسا کہ اِرشادِ نبوی ہے (لَا تَـنْـتِـفُوا الشَّيْبَ ...... إِلَّا كَانَتْ لَهُ نُورًا......) [صحیح الجامع ۷۴۶۳] ''سفید بالوں کو نہ اُکھاڑو کیونکہ جس کے اِسلام میں سفید بال ہوئے وہ قیامت کو اس کے کیلئے نور ہوگا'' ...... اب یہ سفید بال خواہ سر میں ہوں یا داڑھی میں ہوں جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ نے واضح الفاظ کہے ہیں کہ (یکرہ أن ینتف الرجل الشعرة البیضاء من رأسه ولحیته) [مسلم ۲۳۴۱] ''اس بات کو بھی مکروہ خیال کیا جاتا تھا کہ کوئی شخص اپنے سر یا داڑھی سے ایک بھی سفید بال اُکھاڑے'' ...... اور حتیٰ کہ جو شخص اپنی داڑھی کے سفید بالوں کو اُکھاڑتا ہے عمر رضی اللہ عنہ اور ابو یعلی (جو کہ مدینہ طیبہ کے قاضی تھے) نے اس کی گواہی وشہادت قبول نہیں کی اور امام نووی اور غزالی فرماتے ہیں (ونتفها أي اللحية في أول نباتها تشبه بالأمرد ومن المنكرات الكبار) ''داڑھی کے سفید بالوں کو اُکھاڑنا ایک تو اَمرد (وہ نوجوان جس کی داڑھی نکلنے والی ہوں اور مونچھیں کچھ ظاہر ہوں) کے مشابہ ہے دوسرا کبیرہ منکرات میں سے ہے''۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو داڑھی کی عظمت کو پہچاننے اور اطاعتِ رسول ﷺ کی توفیق دے...... آمین

۲۔ داڑھی نہ رکھنا اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کرنا ہے

داڑھی نہ رکھنا یا کٹوانا جہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی ہے وہاں یہ تخلیق رب العالمین میں تبدیلی کی جرأت ہے اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی بہت بڑا جرم ہے کیونکہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ﴿لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ﴾ [الروم ۳۰] ''تخلیق باری تعالیٰ میں تبدیلی نہ کرو'' ...... یہ ہے تو خبر لیکن بمعنی طلب ہے جیسا کہ مفسرین نے

اس کی وضاحت کی ہے اور تخلیق کو بدلنے کا طریقہ تو سب سے پہلے شیطان نے سوچا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جو کہ شیطان کی کارستانی اور جرأت کو ظاہر کرتا ہے ﴿لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ﴾ [النساء ۱۱۸، ۱۱۹] ''(شیطان نے کہا) تیرے بندوں میں سے (یعنی اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے) ایک مقرر شدہ حصہ لے کر رہوں گا اور انہیں راہ سے بہکاتا رہوں گا اور انہیں سکھلاؤں گا کہ جانوروں کے کان چیر دیں اور ان کے کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑ دیں'' ......تو معلوم ہوا کہ اللہ کی تخلیق تو مرد کے چہرے پر داڑھی تھی جو کہ ایک خاص حکمت کی بنیاد پر تھی اس کو کاٹنا اور منڈھوانا نہ صرف تخلیق ربانی کو بدلنا ہے بلکہ شیطان کی پیروی بھی ہے اور مجوسیوں کی بھی پیروی ہے جیسا کہ شاہ ولی اللہ دہلوی [حجة الله البالغة ۱/۱۵۲] میں فرماتے ہیں کہ (وقصها أي اللحية سنة المجوس وفيه تغيير خلق الله) ''داڑھی کو کاٹنا یہ مجوسیوں کا طریقہ ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی تبدیلی کی ناپاک جسارت ہے'' ......اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا کہ (لَعَنَ اللَّهُ الْوَاشِمَاتِ ...... وَالنَّامِصَاتِ ...... الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللَّهِ) [البخاری ۴۸۸۶ ومسلم ۲۱۲۵، والترمذی ۲۷۸۲] ''اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے واشمات پر (بدن کے کسی حصہ پر سوئی کے ساتھ نشان لگانے والیاں) ...... اور نامصات پر (چہرے سے بالوں کو زائل کرنے والیاں) جو کہ اللہ کی تخلیق کو بدلنے والیاں ہیں'' ......اب دیکھیں عورتوں پر داڑھی فرض نہیں اگر عورت کو چہرے سے بال اُکھاڑنے پر لعنت کی گئی ہے تو مرد جس پر داڑھی کسی خاص حکمت کے تحت اُگائی گئی ہے پھر وہ اس کو کٹوائے یا منڈھوائے تو اس پر تو اللہ تعالیٰ کی لعنت بالاولیٰ ہوگی اور اگر یہ صورت عورتوں کیلئے قبیح ہے تو مردوں کیلئے اَقبح

ہے، لیکن اگر کہا جائے کہ برادرِ محترم یہ کام (داڑھی کاٹنا) چھوڑ دیں تو گرجدار لہجے میں کہیں گے کہ تم مجھ سے زیادہ پڑھے ہوئے ہو؟ تو بھلا بتاؤ کبھی سوز انگیزی، تقریر آرائی، گرجدار لہجے، برق آسا خطبے، غنا انگیز خطابات، اشک شوئی، مرثیہ خوانی اگر قبرستان میں کی جائیں تو مردے بر سر پیکار ہو سکتے ہیں کبھی بھی نہیں اس لئے جب تک ہر مسلمان اپنے ایمان کو زندہ نہ رکھے تو اس کو اچھی بات بھی بری لگتی ہے لیکن افسوس کہ اس مسلمان نے اِسلام کا دعویٰ بھی کیا اور پھر اسی اسلام کو اپنے عمل سے بدنام بھی کیا، کسی شاعر نے کیا خوب کہا تھا

دل کے پھپھولے جل اُٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اور کسی نے دوسرے اَلفاظ میں مسلمانوں کی ذلت جو کہ بدعملی کے نتیجہ میں ملی ہے اس پر یوں رونا رویا ہے

اے چشم اَشک بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

یعنی لوگوں کو بڑے بڑے الزام دیتے ہیں لیکن اپنے گھروں کو بے عملی کی آگ کھا رہی ہے اور پھر افسوس کہ اگر عالم دین یا کوئی آدمی اس کی توجہ دلاتا بھی ہے تو کہتے ہیں کہ دیکھا ہے تمہیں بھی داڑھی رکھ کر کتنی چوریاں کرتے ہو اور بدمعاشیاں کرتے ہو اور کتنے تم نیک ہو۔ تو بھلا بتلاؤ اس مولوی یا عامی آدمی کا عمل حجت ہے؟ گناہ تو مولوی یا عامی فرد کرے اور اعتراضات اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور نبی کے طریقہ وسنت پر ہو کیا یہ عقلمندی ہے؟ نہیں نہیں! بے وقوفی کی اِنتہاء ہے کہ گناہ کوئی کرے اور بے عزت اِسلام اور اس کے احکامات کو کیا جائے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا تھا اسلام کی نعمت ملنے کے بعد اس کو

بے عزت کرنے والوں کیلئے

کیا اس لئے تقدیر نے چنوائے تھے تنکے
کہ بن جائے نشیمن تو کوئی آگ لگادے

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے اَحوال پر رحم فرمائے اور انہیں فطرتِ الٰہیہ پر قائم رکھے (آمین)

۳۔ داڑھی نہ رکھنا تطرّف اور سیرتِ نبویہ سے اِنحراف ہے

داڑھی کو کٹوانا اور منڈھوانا جہاں تخلیقِ باری تعالیٰ میں تبدیلی کی جرأت ہے وہاں یہ رسول کریم ﷺ کی سیرت ونمونہ سے تطرّف اور اِنحراف ہے، چنانچہ اِرشاد ربانی ہے:
﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ وَمَنْ تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا﴾ [النساء ۸۰] ''جو شخص رسول کی اِطاعت کرتا ہے گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور اگر وہ منہ پھیر لے تو ہم نے آپکو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا''......تو نبی کریم ﷺ کی قولی وفعلی وحکمی سنت تو داڑھی رکھنا ہے تو اس داڑھی کو منڈھوانا اور کٹوانا سنت سے اِعراض اور ظاہری تطرف اور رجعیت ہوگی جو کہ نبی کے طریقے سے دور ہوتے ہی اس کے لائے ہوئے دین کے راستے سے دوری ہوگی کیونکہ فرمانِ نبوی ہے (مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي) [البخاری ۵۰۶۳] ''جس نے میرے طریقے (سنت) سے اِعراض کیا وہ مجھ سے نہیں''......اور جو کام بھی سنت سے ہٹا کر کیا جائے گا وہ کتنا مرضی اچھا ہو نیکی سمجھ کر کیا جائے۔ وہ مردود وباطل ہوگا قبول نہیں ہوسکتا جیسا کہ ارشادِ نبوی ہے (مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ) [البخاری ۱۷۱۸] ...... تو نبی کریم ﷺ نے تو کسریٰ کے بھیجے ہوئے سفیروں کو دیکھنے سے اِنکار کر دیا تھا کیونکہ انہوں نے داڑھیاں منڈھوائی ہوئی تھیں تو اے مسلمان! اگر تو اس طرح نمازیں بھی

پڑھتا رہا اور روزے رکھنے کے باوجود قیامت کو تیرے نبی نے چہرہ موڑ کر یہی کہہ دیا (جو کہ کسریٰ کے سفیروں کو کہا تھا) وَیْلَکَ مَنْ أَمَرَکَ بِهٰذَا ''تیرا برا ہو تجھے کس نے اس بات کا حکم دیا تھا؟'' ......تو ذرا سوچ تو کیا جواب دے گا؟! اس دن کوئی بھی جواب نہ بن پڑے گا۔ آج اگر کہا جائے کہ سنتِ نبوی کا اِحترام کرو تو بہانے لگاتے ہو کہ بس اگلے سال رکھ لوں گا شادی کے بعد رکھ لوں گا کیا تیرے پاس گارنٹی ہے کہ تو اتنی دیر زندہ رہے گا؟ قطعاً نہیں کسی شاعر نے کیا خوب کہا تھا:

وإن تجد عيباً فسد الخللا جل من لا عيب فيه وعلا

يظن المرء في الدنيا خلودا خلود المرء في الدنيا محال

''انسان گمان کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ رہے گا لیکن اس کا یہ گمان کہ ہمیشہ رہے گا محال ہے'' ...... کیونکہ دنیا تو چل چلاؤ کا نام ہے۔

نزلنا ههنا ثم ارتحلنا كذا الدنيا نزول وارتحال

''آج یہاں ہم اُترے ہیں پھر یہاں سے کوچ کیا۔ اسی طرح زمانہ چل چلاؤ کا نام ہے'' ...... اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ اگر ہمارے نبی نہیں رہے تو ہم زندہ کیسے رہیں گے۔ شاعر کہتا ہے:

لو كانت الدنيا تدوم لأهلها لكان رسول الله حيّ يخلد

''اگر دنیا میں کسی کو بقا وسالمیت ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو ہوتی وہ زندہ اور ہمیشہ رہتے'' ......اگر وہ نہیں رہے تو پھر شیطانی لمبی امیدیں لگاتے وقت سوچنا چاہیے کہ اگر تو زندہ رہ بھی جائے تو اتنی دیر تو گناہ لکھے جائیں گے کہ نہیں؟ بلا شبہ لکھے جائیں گے پھر اتنے گناہ کر کے جنت کی اُمید رکھنا حماقت کا درجۂ اُولیٰ نہیں تو کیا ہے؟ آدم علیہ السلام نے تو ایک غلطی کی اور جنت سے نیچے آ جائیں اور اے مسلمان! تو روزانہ نبی کی

سنت کو کاٹ کر مونڈھ کر وہاں بہائے جہاں بول وبراز جاتا ہے پھر جنت کی سیڑھیوں کے نقشے بھی دیکھے شرم تم کو مگر آتی ہی نہیں آ ذرا شاعر کی بات پر غور کر

تصل الذنوب إلى الذنوب وترتجي   درج الخيان وفوز نيل العابد

أنسيت ربک حين أخرج آدم   منها إلى الدنيا بذنب واحد

''تو گناہوں پر گناہ کیے جاتا ہے اور پھر جنت کی سیڑھیوں کی اُمید لگائے بیٹھا ہے اور عابد وزاہد کی کامیابی کا خواہشمند ہے کیا تو بھول گیا ہے کہ تیرے باپ آدم علیہ السلام نے تو ایک غلطی کی تو اللہ نے جنت سے اُن کو زمین پر لا کھڑا کیا''...... اللہ تعالیٰ ہمیں لمبی اُمیدوں سے محفوظ رکھے اور سنت کو اوڑھنا بچھونا بنانے کی توفیق دے...... آمین

۴۔ داڑھی نہ رکھنا کافروں سے مشابہت ہے اور اُن کا طریقہ ہے

داڑھی کو معاف نہ کرنا جہاں تطرّف و اِنحراف اور سنتِ نبوی سے اِعراض ہے وہاں کافروں سے مشابہت اور ان کے طریقے کو اَپنانا ہے چنانچہ ارشادِ ربانی ہے ﴿ ثُمَّ جَعَلْنٰکَ عَلٰی شَرِیعَةٍ مِنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِینَ لَا یَعْلَمُونَ ﴾ [الجاثیة ۱۸] ''پھر ہم نے آپکو دین کی راہ پر قائم کر دیا ہے سو آپ اسی پر لگے رہیں اور نادانوں کی خواہشوں کی پیروی میں نہ پڑیں''...... یعنی جو بھی شریعتِ محمدی کی مخالفت کرے گا اسکی اِتباع کرنا منع ہے وہ یہودی ہیں، عیسائی ہیں، مشرکین اور مجوسی ہیں تو جو شخص جسکی مشابہت کرے گا وہ اِنہی میں سے ہے جیسا کہ اِرشادِ نبوی ہے (مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ) [صحیح الجامع ۶۱۴۹، وأبو داؤد ۴۰۲۴، وعبد بن حمید ۸۴۸ والإرواء ۱۲۱۹] ''جو کسی قوم سے مشابہت رکھے وہ انہیں میں سے ہے''...... اور حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (قلما تشبّه رجل بقوم إلا لحق بهم في الدنيا والآخرة) ''جو کسی قوم سے مشاہت اختیار کرتا ہے وہ دنیا وآخرت میں اسکے ساتھ ہی ہوگا''۔

بعض انصار کے مشائخ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! اہلِ کتاب اپنی داڑھیوں کو کاٹتے ہیں اور مونچھیں لمبی کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا (قَصُّوا سِبَالَكُم وَوَفِّرُوا عَثَانِينَكُمْ وَخَالِفُوا أَهْلَ الْكِتَابِ) [السلسلة الصحيحة ۱۲۴۵، أحمد ۵/۲۶۴، وصحيح الجامع ۴۱۱۷] ''مونچھیں کاٹو اور داڑھیوں کو وافر کرو، بڑھاؤ اور اہلِ کتاب کی مخالفت کرو'' ...... معلوم ہوا کہ داڑھی کٹوانا مسلمان کا شیوہ نہیں بلکہ اہلِ کتاب کا شیوہ ہے۔ اور یہ بھی حکم دیا کہ (خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ ..... وَأَوْفُوا اللِّحَىٰ) [مسلم ۲۵۹] ''مشرکوں کی مخالفت کرو اور داڑھیوں کو پورا کرو'' ..... اور یہ بھی فرمایا کہ (أَرْخُوا اللِّحَىٰ وَخَالِفُوا الْمَجُوسَ) [مسلم ۲۶۰] ''داڑھیوں کو ڈھیل دو اور مجوسیوں کی مخالفت کرو'' ...... اور یہ بھی فرمایا کہ (اعْفُوا اللِّحَىٰ وَلَا تُشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ) [شرح معاني الآثار للطحاوي ۲/۳۳۳] ''داڑھیوں کو معاف کرو اور یہودیوں سے مشابہت نہ کرو'' ...... تو معلوم ہوا کہ داڑھی کٹوانا یا منڈھوانا یہودیوں، مجوسیوں، مشرکوں، اہلِ کتاب اور آلِ کسریٰ کا شیوہ ہے مومن یہ نہیں کرسکتا۔

رہا یہ کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے زمانے میں تو داڑھیوں والے تھے [مسلم ۱۸۰۰] کیونکہ عرب والوں نے نہ جاہلیت میں اس زینت کو چھوڑ اور نہ ہی اسلام میں آکر کیونکہ اِسلام نے داڑھی کا حکم دیا حتیٰ کہ اہلِ مغرب بھی داڑھیوں کو معاف کرتے تھے حتیٰ کہ روس کے بادشاہ بطرس نے یورپ میں ۱۷صدی کے اوائل میں داڑھی کو منڈھوانا عام کیا اور آخر یہ مرض مسلمانوں میں بھی پھیل گیا تو مشرکین مکہ جب داڑھیوں کو معاف کردیتے تھے تو اس وقت ان کی مخالفت اس کو معاف کرنے کے وصف میں تھی وہ اور طریقے سے معاف کرتے تھے اور صحابہ بالکل چھوڑ کر معاف کرتے وہ یا تو کاٹتے یا پھر جنگی صورتحال کو دیکھ کر اس کا روپ بناتے۔ اس مخالفت کی یہ قطعی مقصد نہیں

کہ آج اگر کوئی مشرک داڑھی رکھ لے یا جیسے سکھوں نے رکھی ہوتی ہے تو ہم ان کی مخالفت میں کٹوا دیں نہیں بلکہ داڑھی کٹوانا اور منڈھوانا انکی اکثر عادت ہے بلکہ یہ عادت مسلمانوں میں بھی انہی کے طریق سے آئی ہے اور اگر کوئی داڑھی رکھتا ہے تو وہ نبی کے فرمان کو سامنے رکھ کر نہیں رکھتا کیونکہ جو نبی کے فرمان کو سامنے رکھ کر داڑھی رکھے گا وہ شرک کیسے کرسکتا ہے وہ قبروں کو سجدے کیسے کرسکتا ہے؟ تو یہ داڑھی یا تو شوقیہ طور پر ہوتی ہے یا رجولیت وفحولیت کو واضح کرنے کیلئے ہے۔

رہا آج کل بعض یہودی اور عیسائی داڑھی رکھتے ہیں تو ہمیں ان کی مخالفت میں کٹوا دینی چاہئے، نہیں بالکل نہیں! بلکہ ہمیں مخالفت کا حکم اس وقت ہے جب وہ کٹوائیں یا منڈھوائیں ہم اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ان کی مخالفت بھی کریں گے لیکن اگر مطلقاً ان کی ہر حال میں مخالفت کرنا ہوتی کہ اگر وہ داڑھی رکھیں تو کٹوا دیں اس سے ایک تو شریعتِ اسلامی مستقر نہیں رہ سکتی اور کھیل کود کا نشانہ بن جائے گی دوسرا ہمیں پھر ختنہ کروانے کی سنت چھوڑنی پڑے گی کیونکہ آجکل یہودی اور عیسائی بھی طبی فوائد کیلئے ختنہ کروا رہے ہیں اسی طرح جو مسلمان ہونے کے باوجود داڑھیاں نہیں رکھتے اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان کی پیروی اس دلیل کے ساتھ کی جائے کہ وہ بھی تو مسلماں ہیں یا پھر ان کو کافر کہیں؟ تو نہ ان کو کافر کہیں گے نہ ان کو دلیل بنائیں گے کیونکہ حجت کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ ہے نہ کہ کسی کا فعل کیونکہ قاعدہ یہ ہے (أفعال الناس لا ینسخون أحکام الإلٰھیة) ''لوگوں کے اَفعال احکامِ الٰہیہ کو منسوخ نہیں کر سکتے'' ...... تو اِن دلائل کے بعد بھی کوئی مسلمان لولی لنگڑی اور بودی دلیل دے کر اپنے آپ سچا کہلوائے اور پھر کہے کہ زمانہ برا ہے میں نہیں تو شاعر اس سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ

نعیب زمانا والعیب فینا ولیس العیب فی الزمان سوانا

''ہم زمانے کو عیب دار خیال کرتے ہیں حالانکہ عیب تو ہم میں ہے، اور ہمارے سوا تو زمانے میں عیب ہے ہی نہیں'' ...... اس سے ہر مسلمان کو سوچنا چاہئے کہ اگر کوئی خطیب یا عالم اس کے بارے میں توجہ دلائے تو اس کو کالے کافر کے اَلقاب اور طرح طرح کے غلیظ اَلفاظ سے پکارنا مومن پن نہیں بلکہ کافری ہے کیونکہ مومن مومن کیلئے نرم ہوتا ہے کافر کے خلاف سخت ہوتا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ وہ بے داڑھی والوں کو اپنے طعن وتشنیع کا نشانہ بناتے لیکن کیا کہیں۔ شاعر کہتا ہے:

چمن میں لاکھ نشیمن سہی
گرے گی برق ہمارے ہی آشیانے پر

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں میں محبت پیدا کرے اور داڑھی جیسے تاج کو اپنے چہرے پر سجانے کی توفیق دے اور یہودیوں، مجوسیوں، مشرکوں کی مشابہت سے بچنے اور ان کی مخالفت کرنے کی توفیق دے (آمین)

۵۔ داڑھی نہ رکھنا عورتوں کی مشابہت ہے

داڑھی نہ رکھنا جہاں کافروں سے مشابہت ہے وہاں عورت بننے کی خواہش کی تکمیل بھی ہے، اللہ تعالیٰ نے تو اس کو مرد بنایا اور مرد وعورت میں داڑھی ہی کو فارق بنایا لیکن اس مسلمان نے داڑھی کو منڈھوا کر عورت بننے کے شوق کو باآواز ظاہر کیا حالانکہ اس طرح کی نسوانی مشابہت لعنت کے لائق سمجھی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا (لَعَنَ اللهُ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ وَالْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ) [صحیح الجامع ۵۱۰۰] ''اللہ تعالیٰ کی ان عورتوں پر لعنت ہے جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں اور ان مردوں پر لعنت ہے جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں'' ...... اور یہ بھی

فرمایا: (لَیسَ مِنَّا مَنْ تشبَّہ بِالرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ وَلا مَنْ تشبَّہَ بِالنِّساءِ مِنَ الرِّجَالِ) [صحیح الجامع ۵۴۳۳] ''جو مرد عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں اور جو عورتیں مردوں کی مشابہت کرتی ہیں وہ ہم میں سے نہیں'' ...... اور واقعی وہ اللہ کے رسول ﷺ کے طریقے پر کیسے ہوں؟ اللہ تعالیٰ نے تو ان کو داڑھی دی تا کہ اِمتیاز ہو عورت سے لیکن انہوں نے داڑھی منڈھوا کر خلقت کو تبدیل کیا اور ہیجڑے (مخنث) کی شکل کو پسند کیا اور لعنت کے مستحق ٹھہرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا (لَعَنَ اللهُ الْمُخَنَّثِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ) [صحیح الجامع ۵۱۰۳] ''اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے ان مردوں پر جو ہیجڑے (مخنث) بنتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مرد بننے کی کوشش کرتی ہیں'' ......اسی بات سے دور رکھنے کیلئے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے مردوں کو عورتوں کے کپڑے پہننے سے روکا تھا اور فرمایا (لَعَنَ اللهُ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ) [صحیح الجامع ۵۰۹۵] ''اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اس مرد پر جو عورت کا لباس پہنتا ہے اور لعنت ہے اس عورت پر جو مرد کا لباس پہنتی ہے'' ......تو جو عورت مصنوعی داڑھی لگالے وہ مرد کے مشابہ ہو جائے گی اسی طرح جو مرد اپنی داڑھی کو بالکل صاف کردے وہ عورت کے مشابہ ہو جائے گا اور اس مرد کے بارے میں جو داڑھی کو بالکل صاف کیے ہوئے ہے کسی بھی عام مسلمان کو سوال کرو تو وہ فوراً جواب دے گا کہ یہ چہرہ عورت کا چہرہ ہے یا بچے کا چہرہ ہے یا یہودی اور نصرانی کا چہرہ ہے جس پر علماء نے التخنّث کی اصطلاح کا اطلاق کیا ہے (یعنی ہیجڑا پن) جیسا کہ حافظ ابن عبدالبر [التمهيد] میں لکھتے ہیں کہ (ويحرم حلق اللحية ولا يفعله إلا المخنثون من الرجال) ''داڑھی کو بالکل صاف کرنا حرام ہے اور یہ صرف ہیجڑوں کا کام ہے'' ......یعنی اس فعل کو ہیجڑے ہی سرانجام دیتے

ہیں تو یہ شخص جو اسلام کا مدعی بھی ہے اور پھر اپنے آپ کو نہیں دیکھتا دنیا کو طعنے دیتا ہے اس کو سوچنا چاہئے کہ

اوروں سے جنگ کرتے ہو گھر کی خبر نہیں
تجھ سا تو عقل مند کوئی بشر نہیں

کام بھی غلط کرنا اور چلنا یہودیوں، نصرانیوں، مجوسیوں اور مشرکوں کے راستے پر پھر اس پر تکبر وفخر کرنا حالانکہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے (لَیْسَ مِنَّا مَنْ عَمِلَ بِسُنَّةِ غَیْرِنَا) [صحیح الجامع ۵۴۳۹، والسلسلة الصحیحة ۲۱۹۴] ''جو ہمارے غیر کی سنت وسیرت وطریقے کے مطابق عمل کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں'' ...... وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے ساتھیوں میں سے کیسے ہو؟ کیونکہ جتنی اوقات میں اللہ نے اس کو پیدا کیا وہ بڑھنا چاہتا ہے اور پھر ایسا پھسلتا ہے کہ گمراہی کی اَتھاہ گہرائیوں میں جا گرتا ہے۔ جیسا کہ شاعر کہتا ہے:

اپنی ہی مٹی پہ چلنے کا سلیقہ سیکھو
سنگِ مرمر پہ چلو گے تو پھسل جاؤ گے

داڑھی منڈھوانے والا حقیقت میں جب خوشی کا اظہار کرتا ہے تو وہ واقعی مٹی سے سنگِ مرمر پر آنے کو تصور کرتا ہے حالانکہ چہرے کا خوبصورت ہونا ہی داڑھی کے ساتھ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کا فرمان گزرا کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو داڑھی سے خوبصورتی دی ہے لیکن اگر کوئی یہ تصور کرے کہ داڑھی منڈھوا کر وہ خوبصورت ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ وہ ہو ہی نہیں سکتا لیکن اگر اس کے ہم نسل اور ہم پیالہ اس کو خوبصورت کہہ بھی دیں تو ایک شاعر کا شعر یاد کروائے دیتا ہوں:

جمال الوجه مع قبح النفوس　　　كقنديل على قبر المجوس

''چہرے کی خوبصورتی نفس کے قبیح ہونے کے ساتھ ایسے ہی ہے جیسے مجوسی کی قبر پر قندیل رکھ دی جائے'' ......یعنی جس طرح قبر میں مجوسی ہو قبر کے باہر جتنے مرضی چراغ رکھ دو اس کو روشنی قبر میں نہیں پہنچ سکتی۔ روشنی تو قرآن وتہجد کی بدولت آ سکتی ہے اسی طرح جس شخص کا حسن تو ہو لیکن اندرونی ایمان صحیح نہ ہو اس کا بھی یہی حال ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

٦۔ داڑھی نہ رکھنا اَشرف المخلوقات کی توہین ہے

داڑھی نہ رکھنا جہاں ہیجڑوں کا شعار ہے وہاں وہ اَشرف المخلوقات کی توہین کی نشانی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اَئمہ اسلام میں سے کوئی بھی داڑھی کو نہیں منڈھواتا تھا اور اُمراء جب اپنی رعیت میں سے کسی کو کسی گناہ کی سزا دینا چاہئے تو اس کی داڑھی مونڈھ کر اس کو گدھے پر بیٹھا دیتے اور یہ کام وہ امراء کرتے تھے جو متفقّھین نہیں تھے دین کو سمجھنے والے نہیں تھے جس پر فقہاءِ اسلام نے پابندی لگائی اور باقاعدہ نصوص جاری کیں (یجوز التعزیر بحلق الرأس لا اللحیة) ''سر کے بالوں کو تعزیراً (سزا کے طور پر) کاٹنا ومنڈھوانا جائز ہے داڑھی کے بالوں کو نہیں'' ...... کیونکہ اس کا منڈھوانا حرام ہے بلکہ بعض نے اس قدر پھر سختی کر دی کہ جو شخص داڑھی کو منڈھوائے گا اس پر اجتماعی عقوبت اس طرح وارد کی گئی کہ اس کی شہادت ہی قبول نہیں کی جائے گی جیسا کہ [المیسر علی الخلیل] میں باقاعدہ نص ہے کہ (من تعمد حلقها یؤدّب وتردّ شهادته) ''جو داڑھی منڈھوانے کا قصد بھی کرے گا اس کو اَدب سکھلایا جائے گا اور اس کی شہادت رد کی جائے گی'' ......اَور علامہ الدسوقی کہتے ہیں کہ (یحرم علی الرجل حلق لحیته أو شاربه ویؤدب فاعل ذلک) ''مرد پر داڑھی اور مونچھوں کو بالکل صاف کرنا حرام ہے اور اس کے کرنے والے کو اَدب سکھلایا جائے گا'' ......اس لئے کہ داڑھی کا کاٹنا اور

منڈھوانا یہ اَشرف المخلوقات کی توہین ہے اللہ تعالیٰ نے جس میزے کے ساتھ اسے پیدا کیا اور چہرے پر کرامت وتکریم کیلئے داڑھی اُگائی جو اس کو ختم کرتا ہے ایک تو توہین کا مرتکب ہوتا ہے اور افسوس تو یہ ہے کہ یہودیوں کی خصلت اپنا کر پھر مسلمانوں کو جو کہ داڑھیوں والے ہیں ان کو اپنے طعن وتشنیع کا نشانہ بناتا ہے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحیح فرمایا تھا کہ (يَبْصُرُ أَحَدُكُمُ الْقَذَاةَ فِي عَيْنِ أَخِيهِ وَيَنْسَىٰ الْجِذْعَ فِي عَيْنِهِ مُعْتَرِضًا) [السلسلة الصحيحة ٣٣، صحيح الجامع ٨٠١٣] ''اعتراض کرنے والے کو دوسرے بھائی کی آنکھ میں تو تنکا بھی نظر آتا ہے اور اپنی آنکھ میں شہتیر بھی ہو تو نظر نہیں آتا'' ...... اور حقیقت اس کی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت لامتناہی کو بھول چکا ہے اور اسکی دائمی واَبدی مراقبت سے مدہوش ہے وہ یہ سمجھتا ہے کہ جو مرضی میں کرلوں کسی کہ کہہ لوں کون دیکھ رہا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ تو علیم بذات الصدور ہے علام الغیوب غائب کے خزانے اس کے پاس، دلوں کے بھید اسکے پاس ہیں اور شاعر کہتا ہے کہ

إذا ما خلوت الدهر يوما فلا تقل خلوت ولكن قل على رقيب

ولا تحسبن الله يغفل ما مضى ولا أن ما تخفى عليه يغيب

''جب تو کسی دن اکیلا ہو تو یہ نہ کہہ کہ میں اکیلا ہوں بلکہ یہ کہہ کہ میرے اوپر کوئی رقیب ونگہبان بھی ہے اور جو گزر چکا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کو غافل گمان نہ کر اور نہ ہی یہ گمان کر کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز مخفی ہے اور غائب ہے'' ...... بلکہ کائنات کا کوئی عنصر اس کی مرضی کے بغیر حرکت نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اَشرف المخلوقات کی توہین سے بچائے اور داڑھی کو معاف کرنے کی توفیق دے ...... آمین

۷۔ داڑھی نہ رکھنا مثلہ کرنا ہے

داڑھی منڈھوانا جہاں توہین انسانیت ہے وہاں یہ مثلہ ہے (مثلہ کہتے ہیں کہ شکل کو

بگاڑنے اور مقتول کے ناک وکان وہونٹ وغیرہ کاٹے جائیں) اور بالوں کا مثلہ یہ ہے کہ گالوں سے بال مونڈھے یا نوچے جائیں یا سیاہ خضاب لگایا جائے جس کو التشویہ بھی کہتے ہیں (النهاية ۲/۲۹۴، مجمع بحار الأنوار ۲۸۹/۳) اللہ کے رسول ﷺ نے مثلہ سے منع فرمایا تھا جیسا کہ عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے کوئی خطبہ نہیں دیا الا یہ کہ اس میں صدقہ کا حکم دیا اور (نَهَانَا عَنِ الْمُثْلَة) [صحيح الجامع ۶۸۹۹ والإرواء ۲۲۳۰] ''مثلے سے منع کیا'' ...... اور عبداللہ بن یزید الانصاری فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے (نَهىٰ عَنِ النَّهبِ وَالْمُثْلَةِ) [صحيح الجامع ۶۹۱۷، والإرواء ۱۹۵۹] ''منع فرمایا تھا لوٹنے (ڈاکہ مارنے) اور مثلہ کرنے سے'' ...... اور عمر بن عبدالعزیز سے ابن عساکر نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا (إن حلق اللحية مثلة وإن رسول الله ﷺ نهىٰ عن المثلة) ''داڑھی منڈھوانا مثلہ ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے مثلہ سے منع فرمایا ہے'' ...... اور امام ابن حزم [مراتب الإجماع ۱۵۷] میں لکھتے ہیں کہ (واتفقوا أن حلق جميع اللحية مثلة لا تجوز) ''اس بات پر اتفاق ہے کہ ساری داڑھی کو منڈھوا دینا یہ مثلہ ہے اور یہ جائز نہیں'' ...... اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے [المعجم الكبير ۴۱/۱۱] میں روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا (مَنْ مَثَّلَ بِالشَّعْرِ فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ اللهِ خَلَاقٌ) ''جس شخص نے بالوں کے ساتھ مثلہ کیا اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی چیز نہیں (کوئی حصہ نہیں)''۔

یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے علماء نے بھی اس کو مثلہ خیال کرتے ہوئے اس کی حرمت کے فتوے دیئے جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ [الاختيارات العلمية ص ۶] میں فرماتے ہیں (ويحرم حلق اللحية) ''داڑھی مونڈھنا حرام ہے'' ...... اور حنفی مذہب کے مشہور عالم ابن عابدین شامی [ردّ المحتار شرح الدر المختار ۴۱۸/۲] میں

فرماتے ہیں (ویحرم علی الرجل قطع لحیته أی حلقها) ''مرد پر داڑھی کا مونڈھنا حرام ہے''......اور مالکی مذہب کے مشہور عالم علامہ عدوی [حاشیة شرح رسالة ابن أبی زید القیروانی ۲/۱۱ ۴] میں فرماتے ہیں (نقل عن مالک کراهة حلق ما تحت الحنک حتی قال إنه من فعل المجوس کما یحرم إزالة شعر اللحیة) ''امام مالکؒ سے منقول ہے کہ داڑھی کے نیچے بالوں کومونڈھنا مکروہ ہے یہاں تک کہ ان سے یہ بھی منقول ہے کہ یہ مجوسیوں کا فعل ہے جس طرح کہ داڑھی کے بال مٹانا یا مونڈھنا حرام ہے''......اور علامہ سفارینی [غذاء الألباب ۱/۳۷۶] میں فرماتے ہیں کہ (المعتمد فی المذهب حرمة حلق اللحیة) ''ہمارے مذہب میں معتمد بات یہ ہے کہ داڑھی کا مونڈھنا حرام ہے''......تو اس سابقہ تقریر سے یہ پتہ چلا کہ اِنسان کا چہرہ ایک مکرم عضو ہے اور چونکہ محاسن اور حواس کا مجمع ہے جس کا حق یہ ہے کہ اس کی تکریم وصیانت کی جائے نہ کہ اِہانت ومثلہ کیا جائے اس لئے چہرے پر نشان لگانے اور مارنے سے منع فرمایا۔جیسا کہ روایت ہے (نَهىٰ عَنِ الْوَسْمِ فِي الْوَجْهِ وَالضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ) [صحیح الجامع ۶۹۲۰ والإرواء ۲۱۸۵] ''اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ پر (چہرے پر وسمہ لگانے، نشان لگانے) داغ لگانے اور مارنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ (إِذَا قَاتَلَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ) [صحیح الجامع ۱۷۰۳، والسلسلة الصحیحة ۸۶۲] ''جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے جھگڑ پڑے تو چہرے پر مارنے سے بچے''...... سوید بن مقرن نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ غلام کو تھپڑ رسید کر رہا تھا تو کہا کہ (أما علمت أن الصورة محترمة؟) ''کیا تو نہیں جانتا کہ صورت محترم ہوتی ہے''...... اللہ تعالیٰ اس صورت کا اِحترام کرنے اور مثلہ سے محفوظ رکھنے کی توفیق دے (آمین)

۸۔ داڑھی نہ رکھنے کے طبی نقصانات

قدرتی طور پر فطرتِ الٰہیہ کے مطابق جو ہیئت وتخلیق انسانی ہے اس میں ہر قسم کے فوائد ہوتے ہیں جس میں داڑھی کی اہمیت بھی واضح ہوتی ہے چنانچہ انسانی کی جلد کی دو قسمیں ہیں۔

ا۔ جلد حقیقی جس کو کوریم (Corium) کہتے ہیں۔

۲۔ جلد غیر حقیقی جس کو کوٹیکل (Cuticle) کہتے ہیں۔

تو جلد غیر حقیقی یا جلد کا ذِب جلد حقیقی کی حفاظت کرتی ہے تا کہ خارجی صدمات اثر انداز نہ ہوں تو ان صدمات سے بچانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے منہ کے اندر (Trifacial) ٹریفشل ایک پٹھہ پیدا کیا ہوا ہے جو چہرے اور منہ کے عضلات کو حرکت دیتا ہے لیکن اگر یہ کمزور پڑ جائے جو کہ داڑھی کے کاٹنے اور مونڈھنے سے کمزور ہوتا ہے تو پھر انسانی فطری قوتِ مدافعت (Immunity Power) کمزور پڑ جاتی ہے اور بار بار مونڈھوانے سے خارش شروع ہو جاتی ہے جس سے جلد میں ''نیلو کا کائی'' جرثومہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جس سے متعدد قلبی، اعصابی وجلدی بیماریاں گھیراؤ کر لیتی ہیں اور اس شخص کی رجولیت بھی کمزور پڑ جاتی ہے جس سے خَسِرَ الدُّنیَا وَالآخِرَة (دُنیا وآخرت میں خسارے) کا مستحق بن جاتا ہے۔ تو داڑھی منڈھوانے سے جو بیماریاں لاحق ہو سکتی ہیں وہ یہ ہیں۔

ا۔ قلبی اَمراض (Some Heart Diseases)

- ❑ التهاب التأمور أو الشغاف (دائیں پسلیوں کے نیچے درد) Pericardilies
- ❑ خفقان القلب (قلبی دھڑکن) Palpitation
- ❑ اختلاج القلب (قلبی خلجان) Paraxysmal

- وجع القلب (قلبی درد) Angina Pactoris
- عدم التوازن فی القلب (قلبی عدم توازن) Cardiac Arrhythmia

۲۔ اَعصابی اَمراض

- الصداع (سر درد) Head ache
- الشقیقة (آدھے سر کا درد) Migraine
- الألـم الأعصابی (اعصابی درد یعنی پٹھوں کی درد) Neuralgia
- التهاب العصب (پٹھوں میں بھڑکاؤ) Neuritis
- اللقوة (لقوہ پن) Facial paralysis

۳۔ چہرے کی جلدی اَمراض

- ألم الجلد (جلدی تکلیف) Dermatitis
- النملة (پہلودار اور سوزش دار پھنسیاں جو جگہ بدلتی رہتی ہیں) Eczema
- فرکلس (سانولے اور کالے داغ دھبے) Freckles
- الجرب (خارش) Scabies

اگر کوئی اعتراض کرے کہ کیا بغلوں سے یا زیر ناف بال اتارنے سے یہ بیماریاں نہیں لگتی تو اس کا جواب یہ ہے کہ بغل کے اندر تین چیزیں ہوتی ہیں۔

- ورید الإبطی (بغلی رگ) Auxillary Uein
- شریان الإبطی (بغلی شریان) Auxillary Artery
- غدد الإبطیة (بغلی غدودیں) Auxillary Glands

ان تینوں چیزوں کے علاوہ ایسے قوی عضلات ہوتے ہیں جو کہ حلق (مونڈھنے) کے محتاج ہوتے ہیں۔ وگرنہ (چونکہ بغل کی صورت مستور (Covered) ہوتی ہے)

تعفن پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لئے شریعت نے آخری حد چالیس دن رکھی ہے کہ اس سے زائد نہ ہو تا کہ شریانیں اور بغلی غدودیں اور رگیں خون اور خلیات کی گردش کو صحیح زاویہ پر رکھ سکیں اسی طرح زیر ناف کے بارے میں ہے۔

اور اسی طرح جو شخص عورت کے بارے میں سوال کرے کہ وہ تو داڑھی والی ہوتی ہی نہیں تو کیا اس کو بھی بیماری لگتی ہیں تو جواب اس کے سوال میں ہی موجود ہے کہ وہ داڑھی والی ہوتی ہی نہیں تو نہ نو من تیل ہو اور نہ ہی رادھا ناچے۔ نہ ہے اور نہ ہی وہ منڈھواتی ہے تو یہ بیماریاں تو منڈھوانے سے پیدا ہوتی ہیں نہ کہ داڑھی کے ساتھ لازم وملزوم ہیں[کلام ڈاکٹر الکسیس کاریل فی الوعی للإسلامی العدد ۲۰۹، جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ] لیکن کیا کہیں مسلمانوں کو ان باتوں کو سننے کے بعد پھر بھی نہ تو خود اس مرض کو چھوڑتے ہیں اور نہ ہی ایسی گندی محفلیں اور گندے لوگوں کو چھوڑتے ہیں جن کی گھٹی میں رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی رچی بسی ہوتی ہے ایسی دوستیوں سے تنہائی بہتر ہے۔ جیسا کہ شاعر کہتا ہے:

الوحدة خیر من جلوس السوء　　　والجلوس الصالح خیر من الوحدة

جس کا ترجمہ اُردو شاعر یوں کرتا ہے۔

برے ہم نشیں سے تنہائی بہتر ہے
اور اَچھا ہم نشیں تنہائی سے بہتر ہے

ہائے مسلمان! تیری غیرت کہاں چلی گئی تو تو شیر تھا اور مسلمان ہوتا ہی واقعی شیر ہے کیونکہ وہ مجاہد ہوتا ہے اور قرآن وسنت کے اسلحہ سے لیس ہوتا ہے تو نے تو دنیا کو دین کا سبق دینا تھا لیکن آج تو نے نافرمانی اور شخصی عداوت کا جھنڈا لہرایا حتیٰ کہ بھیڑیا شرمانے لگا۔ بقول شاعر

ولیس الذئب یأکل لحم ذئب ویأکل بعضنا بعضاً أعیانا

''بھیڑیا بھیڑیے کا گوشت نہیں کھاتا لیکن ہم میں سے بعض بعض کا آنکھوں کے سامنے گوشت کھالیتے ہیں''...... کاش تو نے تمام چیزیں نہیں صرف یہ ذہن میں بٹھایا ہوتا کہ مرغی کے ناک میں اس کا پر اُکھاڑ کر اس وقت دیتے ہیں جب وہ اپنے انڈے پی جائے تو ناک میں پر دینا اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ یہ اپنی چیز کی دشمن ہے پھر اسی مرغی کا پر اس کے ناک میں دینے کے بعد وہ فعل نہیں کرتی تو کسی نے کیا خوب کہا تھا

داڑھی منڈھاتے ہیں سر بسر
مونچھیں بڑھاتے ہیں اس قدر
جیسے مرغی کے ناک میں پر
آدھا اِدھر آدھا اُدھر

تو ذرا بتلا آخر کیا گناہ تم نے کیا کہ مرغی والا عذاب داڑھی منڈھوا کر اور مونچھیں بڑھا کر لے رہے ہو؟ اگر گناہ کیا تھا تو مرغی کے ناک میں تو پر آجائے تو وہ انڈے پینے سے باز آجاتی ہے لیکن تو پھر بھی باز نہیں آتا کیا کہیں اللہ تعالیٰ کے قول ﴿أُولٰـئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ﴾ [الأعراف ۱۷۹] ''یہ لوگ چوپائیوں کی طرح ہیں بلکہ یہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں''...... کی تصدیق کا خیال تو نہیں؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی سمجھ دے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

داڑھی کو کٹوانے ومنڈھوانے والوں کے

دلائل اور اُنکی حقیقت

سابقہ بحث سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوچکی ہے کہ جس نبی ﷺ کا ہم نے کلمہ پڑھا ہے انہوں نے خود بھی داڑھی کو معاف کیے رکھا اور حکم بھی دیا کہ اس کو معاف کیا جائے جس پر خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ کی جماعت نے اس کو اپنی زندگیوں میں اتارا لیکن بعض مستشرقین سے متاثر لوگ یا پھر تجدد کے علم کو بلند کرنے والے یا جو اِحساسِ کمتری و کہتری کے مریض ہوتے ہیں اور جن کو اپنے حسن پر شک ہوتا ہے وہ پھر اَصحابِ السّبت کی طرح (یہ تو ثابت نہیں کر سکتے کہ نبی کریم ﷺ نے داڑھی کٹوائی اور منڈھوائی) بلکہ حیلہ کرتے ہوئے صحابی کے ذاتی فعل و دیگر لولی لنگڑی دلیلیں اکٹھی کر کے پیش کرتے ہیں جو حقیقت میں نبی کے قول وفعل کے سامنے لا یعنی اور ھباء منثورا کی حیثیت رکھتی ہیں۔ آیئے ذرا ان دلائل کا جائزہ لیں:

- داڑھی کٹوانے والے اور منڈھوانے والوں کی پہلی دلیل یہ ہے کہ عمر بن ہارون نے ہناد کو بیان کیا اور اُسامہ بن زید نے عمر بن ہارون کو بیان کیا اور اسامہ بن زید کو عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادے سے بیان کرتے ہیں کہ (أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يَأْخُذُ مِنْ لِحيَتِهِ مِنْ عَرْضِهَا وَطُولِهَا) [الترمذی ۲۷۶۲] ''اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ اپنے داڑھی کے طول وعرض سے بال لیتے تھے (یعنی لمبائی اور چوڑائی سے کاٹتے تھے)'' ......تو اس حدیث سے یہ استدلال لیا جاتا ہے کہ داڑھی کو کاٹنا اور سیٹ کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ نبی کا فعل ہے اور منڈھوانے

والے بھی یہی دلیل لیتے ہیں تو آیئے ذرا اس کا جائزہ لیں۔

اِستدلال کی حقیقت اور اس کا رد

پہلی تو بات تو یہ ہے کہ اسمیں داڑھی کو لینے کا ذکر ہے منڈھوانے یعنی بالکل صاف کروانے کا ذکر ہی نہیں تو معلوم ہوا کہ سابقہ بحث میں یہ واضح ہو چکا ہے کہ داڑھی منڈھوانے والوں کے پاس سوائے شیطانی وساوس کے اور کچھ نہیں اور یہی ان کی پونجی تھی دلائل کی جو واضح کر رہی ہے کہ یـأخذ کا مطلب لینا ہوتا ہے بالکل صاف کرنا نہیں ہوتا یہ بھی بات اس وقت ہم کریں جب یہ حدیث ثابت ہوگی تو حقیقت میں یہ حدیث ثابت ہی نہیں جس کی تفصیل یہ ہے۔

- یہ حدیث صرف اِمام ترمذی رحمہ اللہ نے نقل کی ہے اور ساتھ یہ ریمارکس جاری کیے ہیں کہ (هٰذا حدیث غریب) ''یہ حدیث غریب ہے''......اور پھر فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن اسمٰعیل البخاری سے سنا کہ اُنہوں نے کہا کہ (لا أعرف له حدیثا، لیس له أصل) ''کہ یہ حدیث عمر بن ہارون نے بیان کی ہے میں اس کی کوئی حدیث نہیں جانتا اور اس کی کوئی اصل نہیں'' ......معلوم یہ ہوا کہ اِمام ترمذی نے اس کو ذکر اس لئے نہیں کیا کہ یہ دلیل بن جائے بلکہ غریب کہہ کر اِشارہ کیا کہ یہ قابلِ حجت نہیں اور اپنے اُستاد رئیس المحدثین اِمام بخاری کی رائے بھی اس لئے ذکر کی کہ بات پکی ہو جائے کہ لوگوں کی زبان پر اگر یہ حدیث آئے تو رئیس المحدثین امام بخاری کی بات کو ذہن میں ضرور رکھیں کہ اس کی کوئی اَصل نہیں ہے۔اور حافظ ابن حجر نے بھی [فتح الباری ۱۰/۴۳۰] پر یہی نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ (وقد ضعف عمر بن هارون مطلقا جماعة) ''عمر بن ہارون کو ایک جماعت نے مطلقاً ضعیف کہا ہے''۔

○ اس روایت میں جو راوی ہیں وہ عمر بن ہارون بن یزید الثقفی البلخی ہے جس کے بارے میں اِمام ابن حجر لکھتے ہیں (متروک)[تهذيب التهذيب ١، ٢/ ٧٠٢] ''یہ متروک ہے اس کی حدیث نہیں لی جاتی'' ...... اور اِمام نسائی نے بھی یہی لقب اس کو دیا ہے اور اسی طرح صالح بن محمد اور ابوعلی الحافظ نے بھی اس کو 'متروک الحدیث' کا لقب دیا ہے یعنی اس کی حدیث نہیں لی جاتی امام اَحمد وابن مہدی نے بھی اس کو 'متروک الحدیث' کہا ہے۔

○ یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ (عمر بن هارون كذّاب خبيث) ''یہ جھوٹا اور خبیث ہے'' ...... اوراسی طرح صالح جزرہ نے بھی اس کو کذاب (جھوٹا) کہا ہے اور علامہ ابن باز رحمہ اللہ [وجوب إعفاء اللحية للكاندهلوى ص ٢١] پر تعلیق اس طرح لگاتے ہیں (هذا حديث لا يصحّ عن النبى ﷺ بل هو باطل لكونه مخالفا للأحاديث الصحيحة ...... ولأن فى إسناده عمر بن هارون البلخى وهو متروك الحديث متهم بالكذب) ''یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں بلکہ یہ باطل ہے کیونکہ یہ صحیح اَحادیث کے مخالف ہے (جیسا کہ صحیح احادیث گزریں) اور چونکہ اس میں عمرو بن ہارون البلخی ہے جو کہ متروک الحدیث متہم بالکذب ہے'' ...... اسلئے اس حدیث کو حجت بنانا جائز نہیں۔

○ اِمام دارقطنی اور اَبوالاشج اور الساجی فرماتے ہیں کہ (ضعيف الحديث) ''اس کی حدیث ضعیف ہوتی ہے یہ صحیح روایات بیان نہیں کرتا'' ...... جیسا کہ اِمام نووی نے [شرح المهذّب ١/ ٣٢١] پر کہا ہے کہ (أما حديث عمرو بن شعيب ...... فرواه الترمذى بإسناد ضعيف لا يحتج به) ''یہ روایت ضعیف سند کے ساتھ ہے اسکو حجت نہیں بنایا جائے گا'' ...... اور علامہ المبارکپوری ترمذی کی شرح

[تحفة الأحوذی ۴۹/۸] میں فرماتے ہیں کہ (حدیث ضعیف لا یصلح للاحتجاج) ''یہ حدیث ضعیف ہے جو حجت کیلئے کار آمد نہیں ہو سکتی'' ......اور ایک جگہ [تحفة الأحوذی ۴۶/۸] پر فرماتے ہیں کہ (حدیث عمرو بن شعیب هٰذا ضعیف جداً) ''عمرو بن شعیب کی یہ حدیث ضعیف جداً ہے'' ......اور امام العجلی نے بھی اس کو یعنی عمر بن ہارون کو ضعیف کہا ہے۔ اسی طرح ابو علی المدینی نے اس کو ضعیف جداً کہا ہے۔

- اِمام ابو داوٗد نے اس کو غیر ثقہ کا لقب دیا ہے اور ابن حبان فرماتے ہیں کہ (یروی عن الثقات المعضلات ویدّعی شیوخا لم یرهم) ''معتبر راویوں سے معضل روایات لاتا ہے اور ایسے شیوخ سے روایت کا دعویٰ کرتا ہے جس کو اس نے دیکھا تک نہیں'' ......اور ابو نعیم فرماتے ہیں کہ (حدیث بالمناکیر لا شیء) ''عمر بن ہارون منکر حدیثیں بیان کرتا تھا اور یہ کوئی چیز نہیں'' ......اور ابن سعد اور اِبراہیم بن موسیٰ فرماتے ہیں (الناس ترکوا حدیثه) ''لوگوں نے اس کی حدیث کو ترک کیا ہوا ہے'' ......اور اِمام اَحمد فرماتے ہیں کہ ''میں اس سے روایت نہیں کروں گا'' ...... اور ابن مہدی فرماتے ہیں کہ ''میرے نزدیک اس کی کوئی قیمت ہی نہیں'' ......اور حافظ ذہبی نے اس کی روایت کو منکر روایات میں شامل کیا ہے اور 'منکر روایت' اس کو کہتے ہیں کہ جس کا راوی باوجود ضعیف اور مجروح ہونے کے ثقات اور معتبر راویوں کے خلاف روایت لائے۔ امام ابن جوزی [العلل المتناهیة ۱۹۷/۲] میں یوں رقمطراز ہیں (هٰذا الحدیث لا یثبت عن رسول الله) ''یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے'' ......تو سابقہ تمام روایات جو بخاری و مسلم جیسی اُمہات الکتب کی تمام صحیح روایات اور اس حدیث کا مکمل طور

پر منکر اور ضعیف ثابت ہونا اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ داڑھی کو معاف کیا کرتے تھے اور بالکل تعرض نہیں کرتے تھے اور صحابہ کو بھی یہی حکم دیا تھا یہ کیسے ممکن تھا کہ حکم تو اعفوا (معاف کرنے) کا دیں اور خود لمبائی و چوڑائی سے کاٹیں اور پھر اس حدیث کا جو کہ امام ترمذی نے عمر بن ہارون البلخی سے نقل کی ہے اس کا ضعیف ہونا بلکہ بعض کے نزدیک لا اصل اور موضوع ہونا ثابت ہو چکا ہے اور ہے بھی ایک جو کہ کثیر صحیح اَحادیث کے مقابلہ میں ہے [تقریب التهذيب ١،٢/٧٠، والجرح والتعديل ٦/١٤٠، وميزان الاعتدال ٣/٢٨٨،٢٢٩، وتهذيب الكمال ٢١/٥٢٠، وتاريخ الثقات ١/٣٦ والمجروحين ٢/٩٠، والكامل لابن عدى ٢/٢٤٣، والضعفاء للعقيلى ص٢٨٨، وأبو الشيخ فى أخلاق النبى ٣٠٦، وتهذيب التهذيب الترجمة رقم: ٨٣٩ و ٧/٥٠٢، ٥٠٥، والسلسلة الضعيفة ١/٣٠٤]

تو اس ساری تفصیل کا خلاصہ یہ نکلا کہ منکرین داڑھی کی جو دلیل تھی وہ بے اَصل اور من گھڑت تھی جس کا کوئی ثبوت نہیں اور وہ ضعیف جداً ہونے کے علاوہ صحاح اَحادیث کے مخالف ہے اور صرف مخالف ہی نہیں یہ نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس پر طعن کو ثابت کرتی ہے کہ اُمت کو تو معاف کرنے کا حکم دیا اور خود اُس کو معاف نہ کیا اس لئے نبی ﷺ کا قول و فعل داڑھی کو معاف کرنا ہی معتمد اور عمل کے قابل ہے اسی میں نجاتِ دنیوی و اُخروی و اَبدی ہے۔ اللہ ہمیں رسول کی محبت سے مالا مال فرمائے۔ آمین

- دوسری دلیل یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے حکم دیا تھا کہ (لَا يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مِنْ طُولِ لِحْيَتِهِ وَلٰكِنْ مِنْ صُدْغَيْنِ) [تاريخ الخطيب البغدادى ٥/١٨٧] ''تم میں سے کوئی بھی اپنی داڑھی کی لمبائی سے نہ لے (نہ کاٹے) لیکن

دونوں کنپٹیوں سے (صدغین سے)''۔

تو اس حدیث سے بھی جو داڑھی کٹوانے اور منڈھوانے کا استدلال ہے وہ وہی ہے اس لئے کہ خود یہ اَلفاظ بتلا رہے ہیں کہ داڑھی کی لمبائی نہ کاٹو۔ معلوم ہوا کہ مٹھ (قبضہ) اور خط بنوانا یہ سب اس حدیث سے بھی جائز نہیں ہوئے صرف صدغین (کنپٹیوں) سے کاٹنے کا حکم پیش کیا گیا ہے جو کہ حکم بھی صحیح نہیں کیونکہ یہ حدیث عفیر بن معدان نے روایت کی ہے عطاء بن اُبی رباح سے اور عفیر بن معدان کے بارے ابن حجر[تقریب التھذیب ۱، ۲/۲۹] میں لکھتے ہیں کہ (ضعیف) ''یہ شخص ضعیف تھا''......اور اسی روایت کو عفیر بن معدان سے احمد بن الولید المخرمی نے نقل کیا تاریخ الخطیب البغدادی میں جو کہ (یسوی فلسا) پیسے بٹورنے کیلئے حدیثیں گھڑا کرتا تھا جیسا کہ ابو عبد اللہ بن مخلد نے فرمایا اور یہ حدیث عطاء کے طریق کے اعتبار سے بھی غریب ہے کیونکہ سوائے عفیر بن معدان نے عطاء سے اس کو کسی نے نقل نہیں کیا تو خلاصہ یہ نکلا کہ یہ حدیث ایک تو ضعیف ہے عفیر کی وجہ سے، دوسرا اصحاح روایات کے مخالف ہے، تیسرا مدعا بھی ثابت نہیں ہوتا منکرین کا، چوتھا تاریخ کی روایت کو حدیث کی روایات پر مقدم کیسے کیا جائے؟ کیونکہ حدیث کا مرجع حدیث کی کتابیں ہیں نہ کہ تاریخ کی۔

- منکرین ان دو دلیلوں کے علاوہ نبی کریم ﷺ کے قول وفعل سے کوئی دلیل بھی پیش نہیں کر سکتے پھر جب چاروں طرف سے مایوسی کے گھٹا ٹوپ اندھیرے آجاتے ہیں تو پھر اپنی شیطنت کو سچا کرنے کیلئے پھر صحابہ کا فعل نقل کرتے ہیں جس میں بھی داڑھی منڈھوانے کا قطعاً کوئی ثبوت نہیں چنانچہ وہ دلائل یہ ہیں۔

- (كان ابن عمر إذا حج أو اعتمر قبض على لحيته فما فضل أخذه) [البخاری ۵۸۹۲ معلقاً] ''ابن عمر رضی اللہ عنہ جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی داڑھی پر

ہاتھ رکھتے اور جو مٹھ سے زائد ہوتی اس کو کاٹ دیتے''۔

✪ (كان ابن عمر يحفي شاربه حتى ينظر إلى بياض الجلد ويأخذ هذين يعني بين الشارب واللحية) [البخاری۵۸۸۸ معلقاً] ''ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی مونچھوں کو اس طرح مونڈھتے کہ جلد کی سفیدی نظر آتی اور داڑھی اور مونچھوں کے درمیان سے کاٹتے تھے''۔

✪ (أن عبد الله بن عمر كان إذا حلق في حج أو عمرة أخذ من لحيته وشاربه) [المؤطا۹۲۲] ''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب حج یا عمرہ میں سر کے بال منڈھواتے تو داڑھی اور مونچھ سے بھی بالوں کو لیتے''۔

✪ (أن عبد الله بن عمر كان إذا أفطر من رمضان وهو يريد الحج لم يأخذ من رأسه ولا من لحيته شيئا حتى يحج) [الموطا۹۲۱] ''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب رمضان سے اِفطار کرتے (رمضان مکمل کرتے) اور حج کا اِرادہ کرتے تو اس وقت تک سر اور داڑھی سے کچھ نہ لیتے جب تک حج نہ کر لیتے''۔

✪ (أن سالم بن عبد الله إذا أراد أن يحرم دعا بالجلمين فقص شاربه وأخذ من لحيته قبل أن يركب وقبل أن يهل محرما) [الموطا ۹۲۵] ''سالم بن عبد اللہ جب اِحرام باندھنے کا ارادہ کرتے تو اون کاٹنے والی قینچی منگواتے اور مونچھ کو کاٹتے اور سواری پر سوار ہونے سے قبل اور تلبیہ کرنے سے قبل داڑھی سے کچھ بال لیتے''۔

✪ جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ (كنا نعفي السبال إلا في حج أو عمرة) [أبو داؤد ۴۱۹۵] ''ہم سبال (داڑھی کا اگلا حصہ، سبلۃ کی جمع ہے یعنی داڑھی کے طویل بالوں) کو ہم معاف کرتے تھے مگر حج وعمرہ میں نہیں۔

تو یہ چھ حدیثیں جو بعض معلق اور بعض مرفوع ہیں اور اس طرح کی دیگر روایات جو پیش کی جاتی ہیں جس سے یہ ثابت کرنا مقصود ہوتا ہے کہ داڑھی کٹوانا اور منڈھوانا جائز ہے۔تو اس کا جواب کچھ اس طرح ہے۔

- اے مسلمان بھائی! ذرا یاد کر جب تو مسلمان ہوا پیدائش کے وقت بھی تیرے کان میں أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ کہا گیا اور اِسلام کا کلمہ تو نے دہرایا تو أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللهِ کہا تو پھر محمد ﷺ کا کلمہ پڑھنے والا ان کو ذرا غور سے پڑھے کہ ان احادیث میں کیا محمد کا فرمان ہے یا محمد کا فعل ہے؟ اگر نہیں تو فوراً اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے اور سجدے میں پڑ جائے کہ الٰہی! میں نے محمد رسول اللہ کہا تھا، ابن عمر رسول اللہ نہیں کہا تھا۔ مجھے معاف فرما آج کے بعد نہ میں خود کٹواؤں گا نہ کسی کو کہوں گا بلکہ منع کروں گا۔ کیونکہ طریقہ محمد ﷺ کا قبول ہوگا، سنت اُن کی مقبول ہوگی۔اس لئے میرے مسلمان بھائی! یہ صحابی کا عمل تھا جو کہ اس کا اپنا فہم تھا اور معصوم عن الخطا نبی کی ذات کے علاوہ کوئی نہیں ہوسکتی اس لئے یہ حجت نہیں بن سکتی۔

- دیکھیں اِن چھ روایات میں ۴ روایات ابن عمر کا فعل ہیں لیکن انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں جو کہوں اس کو لکھو کیونکہ میری زبان سے حق کے سوا نہیں نکلتا [صحیح الجامع ۱۹۶ والسلسلة الصحیحة ۱۵۳۲] پھر اسی صحابی جلیل نے ان سے یہ روایت بخاری کیا مسلم کیا الموطا والترمذی وأبوداود وأحمد میں اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کا حکم نقل کیا کہ داڑھی کو معاف فرمادو، جیسا کہ داڑھی کے دلائل میں پہلی چھ قولی احکام نبوی ہم نے نقل کیئے اور انہی کے بارے میں داڑھی کے فضائل میں سے پانچویں فضیلت

میں پڑھا کہ اَبو رافع نے ان کو داڑھی کو معاف کیا ہوا دیکھا[مجمع الزوائد ۱٦٦/٥] تو ایک طرف اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے دوسری طرف ان کا ذاتی فعل ہے۔تو بتائیں دونوں میں نبی کون ہے؟ کس کا کلمہ پڑھا ہے؟ کس کی ذات بہترین نمونہ ہے؟ بلاشبہ نبی کریم ﷺ کی۔ پھر مذکور ابو رافع کی روایت یہ بتلاتی ہے کہ پہلے کاٹتے تھے پھر معاف کر دیا تھا جب حقیقت آشکارہ ہوگئی۔ تو بات یہاں ہی ختم ہو جائے گی کہ ہم نبی کے پیروکار ہیں لیکن قاعدہ بھی یہ ہے کہ (العبرة بما روى لا بما رأى) ''اِعتبار صحابی کے اِس قول کا ہوگا جو اس نے نبی ﷺ سے نقل کیا ہو نہ کہ اس کا اعتبار ہوگا جو اسکی اپنی رائے ہو''۔

- صحابی کا فعل جب تک مجمع علیہ نہ ہو اس وقت تک حجت نہیں ہوتا جیسا کہ قاعدہ ہے اُصولیوں کے ہاں کہ (إن قول الصحابى مذهب له فقط ولا يكون حجة حتى يجمع عليه) ''صحابی کا قول صرف اسی کیلئے اسکے مذہب کو باور کرواتا ہے اس وقت تک وہ حجت نہیں ہوسکتا جب تک اُسپر اِجماع نہ ہو'' ......تو ابن عمر رضی اللہ عنہ کے اس فعل پر اجماع نہیں۔ اور پھر ان تمام روایات سے واضح ہے کہ ان کا فعل بھی حج یا عمرہ کے وقت تھا عام نہیں تھا۔ اس لئے امام نووی اسی مسئلہ پر وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ (المختار ترك اللحية على حالها وأن لا يتعرض لها بتقصير شيء أصلا) ''مختار اور پسندیدہ قول یہ ہے کہ داڑھی کو اس کے حال پر چھوڑا جائے اور کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائے اور اس میں سے کچھ نہ کاٹا جائے'' ......شارح ترمذی عبدالرحمٰن المبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں (وأما قول من قال إنه إذا زاد على القبضة يؤخذ الزائد واستدل بآثار ابن عمر وعمر وأبى هريرة رضی اللہ عنہم فهو ضعيف لأن أحاديث الإعفاء

المرفوعة الصحيحة تنفي هذه الآثار فهذه الآثار لا تصلح للاستدلال بها مع وجود هذه الأحاديث المرفوعة الصحيحة فأسلم الأقوال هو قول من قال بظاهر أحاديث الإعفاء و كره أن يؤخذ شيء من طول اللحية وعرضها) [تحفة الأحوذی ۸/ ۴۹] ''رہاان لوگوں کا قول کہ قبضہ (مٹھ) سے زائد کو کاٹا جائے اور وہ ابن عمر وعمر وابو ہریرۃ رضی اللہ عنہم کے آثار سے استدلال کرتے ہیں تو استدلال ضعیف ہے کیونکہ مرفوع اور صحیح احادیث جو کہ داڑھی کو معاف کرنے پر دلالت کرتی ہیں ان موقوف آثار کی نفی کرتی ہیں چنانچہ ان آثار کو مرفوع اور صحیح احادیث کے ہوتے ہوئے حجت بنانا صحیح نہیں پس سلامتی والا اور سالم وصحیح قول ان لوگوں کا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ (ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہوئے) داڑھی کو معاف کر دینا چاہئے اور اس کے طول وعرض سے کچھ بال بھی لینا مکروہ ہے''۔

تو اے اپنے اِسلام پر غیرت کی صفت رکھنے والے مسلمان! غیور بن (غیرت مند بن) اور اٹھ جو لوگ یہ نعرہ لگاتے ہیں کہ داڑھی کٹوانا سنت ہے ان کا ردّ سب سے پہلے خود عمل کر کے کر پھر ان مسلمانوں کو اس سنت کی دعوت دے جس کا نام سنتِ محمدی ہے اور یاد رکھ اسی نے ہی جنت کا وارث بنانا ہے۔

اس ساری تقریر و بحث کو پڑھنے کے بعد پھر بھی اگر کوئی یہ کہے کہ داڑھی کو ہاتھ لگانا اس نیت سے کہ اس سے بالوں کو اُکھاڑے، کاٹے، نوچے یا مونڈھے تو پھر وہ اپنے ایمان کا جائزہ لے کہ آیا اس نے جو کلمہ پڑھا تھا اس پر ثابت قدم ہے کہ پھر چکا ہے اور اتنے دلائل واضح ہوجانے کے بعد پھر بھی بات سمجھ نہ آئے پھر یہی کہا جا سکتا ہے کہ

وليس يصح في الأذهان شيء إذا احتاج النهار إلى دليل

''جب سورج چڑھا ہوا کسی دلیل کا محتاج ہوتو پھر اس دماغ کے بارے صحت کا کیا حکم لگایا جا سکتا ہے (وہ دماغ خراب ہے، ٹھیک نہیں)''۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہمیں سنتِ محمدی ﷺ کو اپنی زندگی کا اُوڑھنا بچھونا بنانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری اِیمانی غیرت کو جگائے اور سلامت رکھے۔ آمین

الخلاصة والخاتمة

اللہ رب العالمین کا لا تعداد اور لا متناہی شکر ہے کہ جس نے میرے جیسے نا کارہ کو دینی غیرت جیسے عظیم کام پر قلم کو جنبش دینے کی توفیق دی اور میں اپنے کمزور ہاتھوں کو اُٹھا کر اِنہیں سے فقیرانہ اِلتجا کرتا ہوں کہ الٰہی اس کتابچے کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما۔ راقم کے میزانِ حسنات میں شامل فرما۔ آمین...... چنانچہ سابقہ گفتگو کا خلاصہ مندرجہ ذیل نکات کی صورت میں پیش کرتے ہیں:

- اسلام ایک فطری نظام ہے اور اسلام کے ہر ایشو میں فطری جھلکیاں موجود ہیں ان میں سے مسلمان کے چہرے پر سجا ہوا تاج (داڑھی) بھی فطرتِ کاملہ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔
- ہر شخصیت اپنے چہرے سے پہچانی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ سرتاج دو عالم کے رُخِ اَنور کو دیکھ کر ہی دشمنوں نے اِعتراف کیا کہ یہ چہرہ جھوٹا نہیں ہوسکتا اسی لئے باری تعالیٰ نے اس کو مزید تکریم دینے کیلئے مسلمانوں کو داڑھی کا تاج پہنایا۔
- لغوی و اِصطلاحی اِعتبار سے داڑھی گالوں اور ٹھوڑی کے اِن بالوں کو کہتے ہیں جو بغیر کسی تعیین وتحدید وترتیب کے ساتھ درخت کی چھال کی طرح موتیوں کی رم جھم کا سامان پیدا کرتے ہیں۔
- اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا میزہ رکھا ہے اور مرد کو میزہ یہ دیا ہے کہ وہ داڑھی والا ہو اور فطرتی رنگ میں ہو جس فطرت پر اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا کیا ہے اور اس میں تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ صرف شیطان نے یہ قسم کھائی تھی کہ میں تخلیق باری تعالیٰ کو بدلوں گا چنانچہ آج وہی شیطان مسلمانوں سے اپنی قسم پوری کروا رہا ہے۔

- داڑھی کا تاج چہرے پر ٹکانا فطرتِ کاملہ ہی نہیں اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کی اِطاعت بھی ہے اور اس کو کٹوانا یا کسی قسم کا تعرض کرنا اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی نافرمانی کی رسید بھی ہے۔
- اللہ کے رسول ﷺ نے **فاعفوا** کہہ کر حکم دیا ہے کہ داڑھیوں کو معاف کردو اور اَمر وجوب کیلئے ہوتا ہے جس سے یہ مترشح ہوا کہ اللہ اور اسکے رسول کا حکم آجانے کے بعد جو کوئی اپنا اِختیار چلاتا ہے وہ ضلالت وگمراہی کو سینے سے لگاتا ہے۔
- داڑھی کا تاج سجانا صرف فطرت اور اِطاعت نہیں بلکہ سارے اَنبیاء کی اور محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت اور نشانی بھی ہے اور اگر داڑھی بری لگتی تو اللہ تعالیٰ کم از کم اَنبیاء واَصفیاء کو داڑھی نہ دیتے۔ سب کو ملنا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ یہ حکمت سے لبریز تاج ثریا ہے اور مومنین کا شعار بھی ہے۔
- داڑھی کو معاف کرنا صرف نبی کا طریقہ وحکم نہیں بلکہ خلفائے راشدین اور صحابہ کی جماعت کا طرۂ اِمتیاز تھا اور وہ اس کو حکم و اِطاعت خیال کرتے ہوئے اپنے چہروں پر سجائے ہوئے تھے جس سے ان کی زینت وتکریم میں مزید چار چاند لگ گئے اور لوگوں کے سامنے وہ اکمل رجولیت وفحولیت اور روشنی کے مینار بن کر سامنے آئے۔
- داڑھی رکھنے کے جہاں فطرتی اور شرعی فوائد ہیں وہاں طبی بے شمار فوائد ہیں کہ ہر عقل بول اٹھتی ہے کہ داڑھی کی فضیلت ایسی فضیلت ہے کہ ﴿ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیہِ مَنْ یَشَاءُ﴾ ''یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دے دیتا ہے''۔
- اسلام چونکہ قرآن وسنت سے عبارت ہے اس لئے اسلام کے مدعی کیلئے یہ واجب ہے کہ وہ قرآن وسنت کے دائرہ سے خارج ہو کر اپنی زندگی بسر نہیں کرسکتا وگرنہ میدان سے خارج کو جس طرح مقررہ پروگرام یا کھیل کا رکن تصور نہیں کیا جاتا اسی

طرح قرآن وسنت سے دور ہٹ کر عمل کرنے والا اسلام کی مقرر کردہ حدود سے خارج ہو جاتا ہے جو کہ اس کی شقاوت پر دلیل ہے۔

- نیکی اسی چیز کا نام ہے جس کو نبی ﷺ نے کر کے دکھلا دیا اور پھر حکم فرما دیا۔ کوئی بھی نیکی اس وقت تک نیکی نہیں کہلا سکتی جب تک اس پر نبوی فعل یا قول یا تقریر کی مہر ثبت نہ ہو۔
- نبی کونین ﷺ جو پوری کائنات سے خوبصورت تھے ان کی بھی داڑھی گھنی، بھاری، عظیم اور سینے کو ڈھانپے ہوئے تھی اور انہوں نے حکم بھی دیا تھا کہ اس کو معاف کر دو اور معافی کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ کسی کو مار کر پھر معاف کیا جائے بلکہ اس کا مفہوم عملی زندگی سے خود اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے سمجھا دیا کہ بالکل تعرض نہ کرنا معافی ہے نا کہ اس کی نوک پلک سدھارنا وغیرہ۔
- داڑھی کو معاف نہ کرنا جہاں محمد رسول اللہ ﷺ کے چہرے کو ناپسند کرنا ہے وہاں یہودیوں، عیسائیوں، مجوسیوں، مشرکوں اور آل کسریٰ کے چہروں کو چاہنا اور پسند کرنا ہے اور ان کے چہروں کے حسن کو تسلیم کرنا ہے اور کسریٰ کو اپنا رب تسلیم کرنا ہے اور خالق کائنات کا نافرمان بننا ہے۔
- داڑھی کو معاف نہ کرنا صرف یہودیوں کی مشابہت نہیں بلکہ تخلیق الٰہی میں تبدیلی کی ناپاک جسارت، سنتِ رسول ﷺ سے اِنحراف، عورتوں سے مشابہت اور ہیجڑہ بننے کی مذموم خواہش کی تکمیل اور اَشرف المخلوقات کی توہین کے ساتھ ساتھ چہرے کے تاج کا مثلہ کر کے ایسے طبی نقصانات بھی اُٹھانا ہے کہ جو مندمل نہ ہو سکیں اَور آخر ﴿خَسِرَ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ﴾ کا سرٹیفکیٹ لے کر قبر کی اَندھیر کوٹھڑی میں جا گرنا ہے۔

- صحیح دلائل مل جانے کے بعد لولی لنگڑی اور من گھڑت دلیلوں کو اپنا پیشوا وہی بناتا ہے جو خود ایمانی طور پر لولا لنگڑا اور ناقص ہوتا ہے اور صحیح دلائل کے ساتھ ضعیف اور من گھڑت دلیلوں کو پیش بھی وہی کرتا ہے جو اَلد الخصم جیسی مذموم صفت سے متصف ہو۔
- کلمہ محمد رسول اللہ ﷺ کا پڑھ کر پھر اس کو دغا بازی کا نشانہ صحابی کے فعل کو پیش کر کے وہی بناتا ہے جو کاروبار کیا اپنے ایمان میں بھی دغا باز اور زبان سے بولے ہوئے قول کا پاس نہ کرنے والا ہے اور نفاق کی خصلت کو اپنے لئے بہترین ساتھی تصور کرتا ہے۔
- جب قرآن وسنت سے اِعراض کیا جائے تو واقعی عقل جواب دے جاتی ہے پھر وہ اپنے ہی پیش کیے گئے دلائل کا دھیان نہیں رکھتا کہ جو دلائل میں پیش کر رہا ہوں اس میں صحابی نے حج وعمرہ پر داڑھی کو کٹوایا اور میں ہر وقت کٹواتا ہوں اور اس نے تو مٹھ کے اوپر کٹوائی اور میں کدو کی طرح صاف کر کے رکھتا ہوں۔ یہ تضاد اور تعارض قول وفعل میں اسی وقت رونما ہوتا ہے جب عقل کی خوراک قرآن وسنت اس عقل سے دور ہو جاتی ہے پھر وہ روزِ روشن کی طرح عیاں دلائل کے سامنے بودے بیت العنکبوت (مکڑی کے جالے) کی مانند دلائل لاتا ہے۔

آخر میں تمام مسلمان بھائیوں سے پرزور اَپیل کرتا ہوں کہ وہ غیرتِ ایمانی کو بلند کریں اور اس تاج کے ساتھ اپنے اور بیٹوں بھائیوں اور رشتہ داروں کے چہروں کو مزین کریں شاید کہ یہی تاج قیامت کے دن اے مسلمان! تیری نجات کا سبب بن جائے اور اس کا اِنکار جہنم کا سبب بن جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا (كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَىٰ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَن يَأْبَىٰ؟ قَالَ: مَنْ

أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبىٰ) [البخاری ۷۲۸۰] ''میری ساری اُمت جنت میں جائے گی مگر جس نے جنت میں جانے سے اِنکار کر دیا، صحابہ نے کہا اے اللہ کے رسول! کون اِنکار کرے گا جنت میں جانے سے؟ تو فرمایا جس نے میری اِطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو جائے گا اور جس نے نافرمانی کی تو اس نے جنت میں جانے سے اِنکار کیا'' ......تو اس لئے حیلے بہانوں کو چھوڑ کر سنتِ نبوی کو چہرے پر سجاؤ اور یاد رکھنا کہ اگر آج تمہارا ایمان چند گرام کے بالوں کا وزن چہرے پر نہیں اٹھا سکتا شاید وہ تمہارے گناہوں کو اٹھا کر پل صراط ہی کراس نہ کر سکے۔ اور اے وہ مسلمان! جو یہ بہانے لگاتا ہے کہ بیوی ناراض ہوگی یا منگیتر ناخوش ہوگی، رشتہ ٹوٹ جائے گا۔ ذرا سوچ جس کی بیوی سے اس کا رسول ہار جائے اس کے ایمان کا کیا حال ہے؟ اور جس رشتہ میں یہ شرط ہو کہ کھتری کا چہرہ، یہودی و مجوسی کا چہرہ آئے، محمد ﷺ کا چہرہ لے کر بارات نہ آئے۔ تو ذرا سوچ! تو پھر کس مسلمان کے گھر بارات لے کر جارہا ہے یا کسی یہودی اور کھتری و مجوسی کے گھر۔ اگر تو مسلمان ہے تو اس رشتے کو پٹخ دے، اللہ تجھے اس سے بہتر دے گا اور یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ (مَنْ تَرَكَ للهِ شَيْئًا عَوَّضَهُ اللهُ خَيْرًا مِنْهُ) ''جو اللہ تعالیٰ کیلئے کسی چیز کو چھوڑتا ہے تو اللہ اس کو اس کے عوض بہتر دیتا ہے اس لئے زندگی کا کوئی اعتبار نہیں آج ہی صدقِ نیت سے یہ عہد کرو کہ داڑھی کو بالکل معاف کروں گا اور آئندہ اس کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا کیونکہ زندگی آج نہیں تو کل ختم ہو جائے گی ضروری نہیں کہ تم جوان ہو اور جب بوڑھے ہو گے تو مرو گے۔

يعمر واحد فيغر قوما   وينسى من يموت من الشباب

''کسی کی عمر زیادہ ہو جائے تو اس کا زیادہ عمر والا ہونا قوم کو دھوکا دیتا ہے اور وہ قوم بھول جاتی ہے کہ کتنے ہی اپنی جوانی میں مر جاتے ہیں''۔

اور کبھی بھی صحت پر گھمنڈ نہ کرنا کہ میں تندرست ہوں مجھے موت کیسے آ سکتی ہے تمہیں یاد رہنا چاہئے۔

تؤمل فی الدنیا قلیلا و لا تدری　　　إذا جن لیل هل تعیش إلی الفجر

فكم من صحيح مات بغير علة　　　و كم من سقيم عاش حينا من الدهر

''دنیا میں تو تھوڑی اُمید لگا کیونکہ تو نہیں جانتا کہ رات آئی ہے کیا فجر تک تو زندہ رہے گا یا نہیں؟ کیونکہ کتنے ہی صحت والے بغیر بیماری کے مر چکے ہیں اور کتنے ہی بیمار ایک لمبے زمانے تک زندہ رہے ہیں''...... اس لئے فوری توبہ کر اور گڑگڑا کر رو کر اپنے ہاتھوں کو بلند کر کے اپنے لئے توفیق مانگ اور اس سنت و تاج کو اپنے چہرے پر پکا پکا سجا لے اور جوانی و آخرت کو ضائع نہ کر۔

خذ من شبابک قبل الموت و الهرم　　　و بادر التوب قبل الفوت و الندم

واعلم لأنک مجزی و مرتهن　　　وراقب الله واحذر زلة القدم

''موت اور بڑھاپے سے پہلے اپنی جوانی و غنیمت سمجھ اور موت اور ندامت سے قبل توبہ میں جلدی کر اور جان لے بلاشبہ تو مرہون ہے اور تو بدلہ دیا جائے گا جو کچھ تو کر رہا ہے اور مراقبہ اللہ کو سامنے رکھ کر ڈر جا کہیں تیرے پاؤں نہ پھسل جائیں (اور یہ پھسلا پاؤں سنبھلتے سنبھلتے جہنم کی وادی میں نہ جا ٹکے)''۔

اسلئے فوری کمر بستہ ہو جا شاید کہ تیرا کمر بستہ ہونا ہی تیری نجات کا سامان کر دے۔

شمر عسی أن ینفع التشمیر　　　وانظر بفکرک ما إلیه تصیر

طولت آمالا تکنفها الهوی　　　ونسیت أن العمر منک قصیر

''کمر بستہ ہو جا شاید کہ کمر بستہ ہونا تیرے نفع (کامیابی) کا سبب بن جائے اور اپنے فکر کے ساتھ دیکھ کہ تیرے فکر میں کون سی چیز ٹکتی ہے کیونکہ تو نے لمبی اُمیدیں

لگا رکھی ہیں اور تیرے فکر کو خواہشات نے گھیرا ہوا ہے اور تو بھول چکا ہے تیری عمر بہت تھوڑی ہے''......آخر میں اپنی کمزور ہتھیلیوں کو بلند کر کے اپنے خالق و مالک وموفق سے ان الفاظ کے ساتھ:

إلٰهی عبدک العاصی أتاک　　قصرا بالذنوب وقد دعاک

فإن تغفر فأنت لذلک أهل　　وإن تطرد فمن یرحم سواک

''اے میرے مولا! تیرا گنہگار بندہ تیرے دربار میں اپنے گناہوں کا اقرار کر کے تجھے پکار رہا ہے اگر تو اس کو بخش دے تو تو ہی بخشنے والا ہے اور تو نے بھی دھتکار دیا تو تیرے سوا کون ہے جو رحم کرنے والا ہے''۔

دُعا کرتا ہوں کہ اگر میرے قلم اور زبان تعبیر میں وہ زور نہیں جس سے کسی کی کایا پلٹ جائے وہ زور پیدا کر دے اور اپنی رحمت سے ہم سب کو دین کا صحیح فہم عطا فرمادے اور ہماری غیرتِ ایمانی کو بیدار کر دے اور جب تک ہمیں زندہ رکھے دین پر قائم اور ثابت قدم رکھے اور جب موت آئے تو خاتمہ بالخیر شہادت کی موت آئے اور ہمیں جنت الفردوس میں جمع فرمائے۔آمین

و آخر دعوانا أن الحمد لله رب العٰلمین

بحمداللہ

فهرس المراجع والمصادر

١. فتح الباری شرح صحیح البخاری، لابن حجر، الطبعة الأولیٰ ١٤٢١هـ.

٢. سلسلة الأحادیث الصحیحة للألبانی، الطبعة الأولیٰ ١٤١٥هـ.

٣. صحیح الجامع الصغیر وزیادته للألبانی، الطبعة الأولیٰ ١٤٠٨هـ.

٤. نیل الأوطار شرح منتقی الأخبار للشوکانی، بتحقیق شیحا، الطبعة الأولیٰ ١٤١٩هـ.

٥. عون المعبود شرح أبی داؤد، لشمس الحق العظیم آبادی، الطبعة الأولیٰ ١٤١٩هـ.

٦. تحفة الأحوذی للمبارکفوری، بتحقیق معوض وعبد الموجود، الطبعة الأولیٰ ١٤١٩هـ.

٧. المؤطا لمالک بن أنس، بتحقیق شیحا، الطبعة الأولیٰ ١٤١٨هـ.

٨. سنن النسائی مع حاشیة السندی، بتحقیق شیحا، الطبعة الرابعة ١٤١٨هـ.

٩. إرواء الغلیل فی تخریج منار السبیل للألبانی، الطبعة الأولیٰ ١٣٩٩هـ.

١٠. سنن ابن ماجه مع تعلیقات البوصیری، بتحقیق شیحا، الطبعة الثانیة ١٤١٨هـ.

١١. تقریب التهذیب لابن حجر، بتحقیق شیحا، الطبعة الثانیة ١٤١٧هـ.

١٢. فتح القدیر للشوکانی، بتحقیق الدکتور عبد الرحمن عمیرة، الطبعة الثانیة ١٤١٨هـ.

١٣. تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر، الطبعة الثانیة ١٤١٨هـ.

١٤. المعجم الوسیط لإبراهیم مصطفی وإخوانه، الطبعة الثانیة، المکتبة الإسلامیة.

١٥. أحسن التفاسیر للشیخ صلاح الدین یوسف، الطبعة الأولی ١٤١٩هـ.

١٦. مسند أحمد للإمام أحمد، الطبعة الأولیٰ، والمکتب الإسلامی بیروت.

١٧. تاریخ الخطیب البغدادی، الطبعة الأولی، المکتبة السلفیة بالمدینة المنورة.

١٨. الطبقات الکبری لابن سعد، دار صادر ودار بیروت للطباعة والنشر.

١٩. مجلة الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة، عدد رقم ٤٩.

٢٠. بريكتس آف ميديس، للدكتور ليبتن اختر راز، مكتبة طبى شاهكار لاهور.

٢١. ميديكل دكشنرى انكليزى، للدكتور غلام جيلانى، لاهور.

٢٢. مجلة الوعى الإسلامى، عدد (٢٠٩) سنة ١٤٠٢ الكويت.

٢٣. المنجد (عربى، اردو) الطبعة يازدهم ١٩٩٤م.

٢٤. شرف المسلم، للدكتور محمد إسحاق، الطبعة الثانية ١٤٠٨هـ.

٢٥. سنن الدارمى، بتحقيق الشيخ محمود أحمد عبد المحسن، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

٢٦. إيقاظ الهمة لأتباع نبى الأمة، لخالد بن سعود العجمى، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

٢٧. اللحية لماذا؟ لمحمد بن أحمد بن إسماعيل، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

٢٨. مكانة اللحية فى الإسلام، لأبى محمد بديع الدين شاه الراشدى.

٢٩. طرح التثريب فى شرح التقريب للعراقى، الطبعة الأولى، دار إحياء التراث العربى لبنان.

٣٠. مع بعض الكتاب فى بيان حكم إعفاء اللحية وخبر الآحاد لابن باز، الطبعة الثانية ١٤٢٠هـ

٣١. الرسول كأنك تراه، للشيخ إبراهيم بن عبد الله الحازمى (مترجم)، الطبعة مكتبة دار السلام.

٣٢. الجواب المفيد فى الفرق بين التغنى والتجويد للدوسرى، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

٣٣. صفة صلاة النبى، لسيد شفيق الرحمن، الطبعة الأولى، مكتبة بيت السلام.

فَهرسُ العناوين

درج ذیل کتب کے لئے رابطہ کریں

۱۔نماز نبوی	ڈاکٹر سید شفیق الرحمٰن
۲۔تجدید ایمان	ڈاکٹر سید شفیق الرحمٰن
۳۔اسلامی آداب زندگی	ڈاکٹر سید شفیق الرحمٰن
۴۔دیوبندیت	ڈاکٹر پروفیسر سید طالب الرحمٰن
۴۔تبلیغی جماعت کا اسلام	ڈاکٹر پروفیسر سید طالب الرحمٰن
۵۔کیا علماء دیوبند اہل سنت ہیں؟	سید توصیف الرحمٰن الراشدی
۶۔مومن کا تاج داڑھی	قاری صہیب احمد
۷۔عورت کا زیور پردہ	قاری صہیب احمد

برائے رابطہ: